اِسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"

المصلح الموعودؓ

ماہنامہ "خالد" ربوہ

حضرت
خلیفۃ المسیح الثالث
ایدہ اللہ تعالیٰ
بنصرہ العزیز
دورہ یورپ کے بعد
ربوہ میں

اخاء - ۱۳۵۲ ہش

اکتوبر - ۱۹۷۳ء

ایڈیٹر
عبد الباسط شاہد
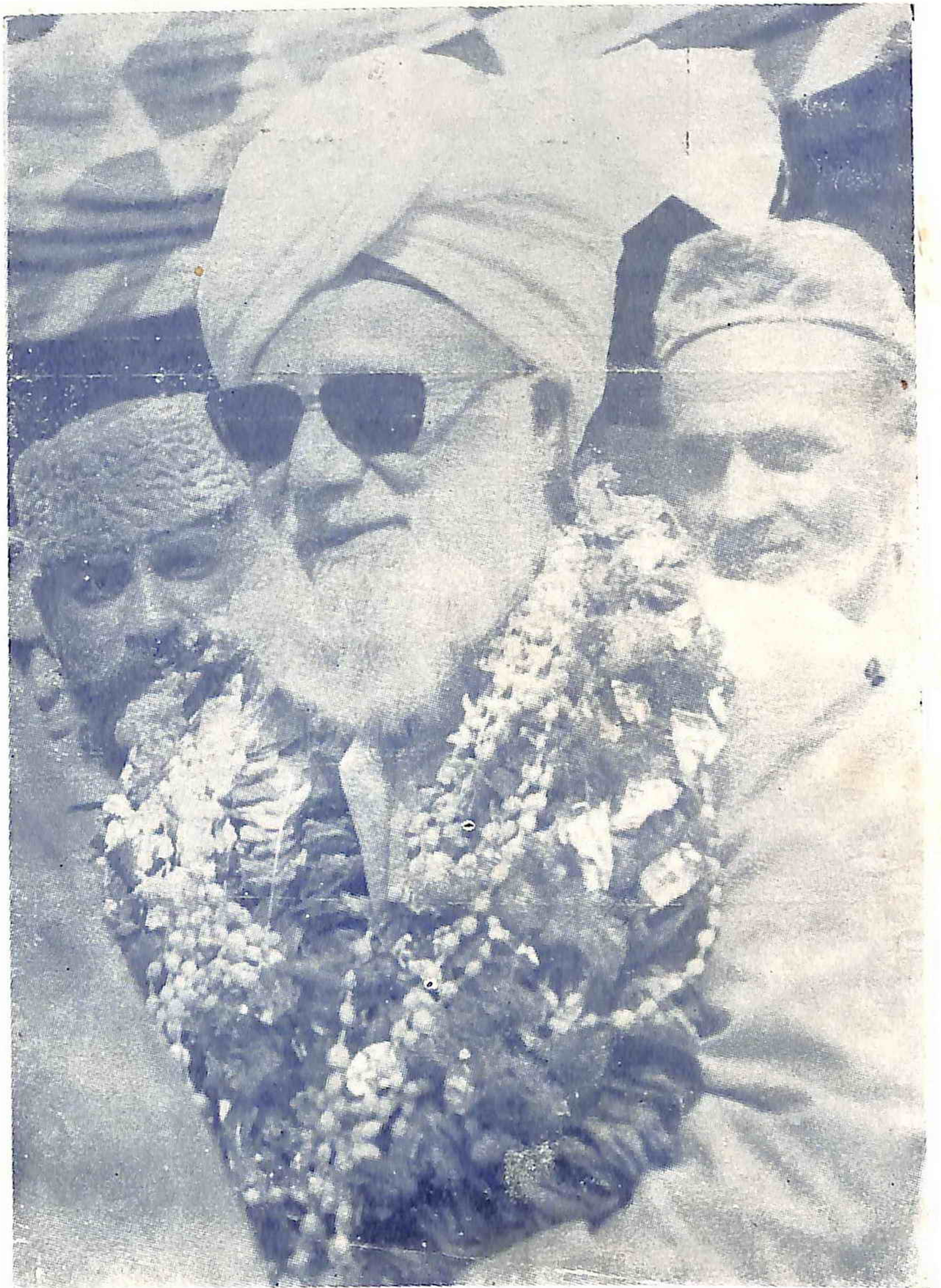
مجلس خدام الاحمدیہ ماڈل ٹاؤن کے لاہور سے ربوہ تک
سائیکلوں پر سفر کرنے والے خدام
محترم چوہدری حمیداللہ صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے ہمراہ

مجلس خدام الاحمدیہ
بہاولپور کی
سیلاب سے متاثرہ علاقہ
میں
امدادی سرگرمیوں
کا ایک منظر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
استبقوا الخیرات

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

"تیری عاجزانہ راہیں اُس کو پسند آئیں"
(الہام المسیح الموعودؑ)

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"
(المصلح الموعودؓ)

ماہنامہ خالد ربوہ

جلد ۱۹	اخاء ۱۳۵۲ھ	شمارہ ۱۲

اکتوبر ۱۹۷۳ء

ایڈیٹر
عبدالباسط شاہد

فہرست

- اھلاً و سھلاً و مرحبا (اداریہ) ۲
- رہنمائے تقریر ۴
- پیکر نو (نظم) ۱۲
- حضرت ماسٹر ماموں خان صاحبؓ ۱۳
- ہمارا کرۂ ارض اور دیگر آبادیاں ۱۹
- نامور مسلم سائنسدان ــــ محمد زکریا رازی ۲۳
- کیا بہتر ہے؟ ــــ بے ہنگم جسم یا خوبصورت سڈول انسان ۲۷
- سفرِ یورپ سے کامیاب واپسی (نظم) ۳۵
- اصلاحِ نفس اور قربِ الٰہی کے حصول کا بہترین ذریعہ ــــ رمضان المبارک ۳۶
- مجلس خدام الاحمدیہ کا مرکزی سالانہ اجتماع (ارشادات حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ) ۳۹
- اہم مرکزی اعلانات ۴۰

پبلشر :- محمد شفیق قیصر
مطبع :- ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقامِ اشاعت :- دفتر ماہنامہ خالد
دارالصدر جنوبی۔ ربوہ
سالانہ چندہ :- سات روپے
قیمت فی پرچہ :- ستر پیسے

اِداریہ

اَھلاً وَّسَھلاً وَّمَرحَبًا

ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے نہایت کامیاب اور مقدس سفر یورپ سے مورخہ ۲۶ ستمبر ۱۹۷۳ء کو واپس مرکزِ احمدیت ربوہ میں تشریف لے آئے۔ اہالیانِ ربوہ بالخصوص اور دنیا بھر میں پھیلی ہوئی اس روحانی جماعت کے تمام افراد بالعموم آپ کی بخیر وعافیت واپسی پر مسرت و امتنان کے جذبات محسوس کرتے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ سفر اشاعتِ اسلام و قرآن اور تبلیغ اسلام کو وسیع سے وسیع تر کرنے کی غرض سے تھا اور یہی مقاصد اس الٰہی جماعت کے قیام کی علتِ غائی ہیں۔ اس سفر کی اس غیر معمولی اہمیت کی وجہ سے جماعت کے ہر فرد بلکہ ہر بہی خواہِ اسلام کی آنکھیں بڑے اشتیاق و رغبت سے اس کے نتائج کی طرف لگی ہوئی ہیں۔

خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ امامِ وقت ایدہ اللہ تعالیٰ لاکھوں افراد کو اسلام کی حسین و پیاری تعلیم سے آگاہ کر کے اور ہزاروں دلوں کو اپنی پُرکشش روحانی شخصیت سے متاثر کر کے نیز قرآن مجید ـــــ جو اسلام کی بنیاد اور ہر مسلمان کی روحانی غذا ہے ـــــ کی وسیع تر اشاعت و طباعت کے انتظام کی دُور رس سکیمیں بنا کر (جن میں سے بعض پر عمل شروع بھی ہو چکا ہے) خدائی حفظ و امان کے سایہ میں، اس کے فرشتوں کی معیت میں پھر ہمارے درمیان موجود ہیں۔ ہم خلوص دل سے آپ کو خوش آمدید کہتے اور دُعا کرتے ہیں کہ اس مبارک سفر کے نتائج ہماری توقعات اور دعاؤں سے بھی کہیں زیادہ شاندار ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے امام کو کامیابیوں اور فتوحات والی لمبی زندگی عطا فرمائے۔ آمین۔

(نوٹ:- ماہنامہ خالد کا آئندہ شمارہ سفر یورپ ۱۹۷۳ء کے متعلق خاص نمبر ہوگا۔ انشاء اللہ)

رمضان المبارک

رُوئے زمین پر بسنے والا ہر سچا مسلمان رمضان المبارک کی آمد پر ایک خوشی

اور سکون محسوس کرتا ہے۔ اس کی یہ خوشی اور طمانیت ان بشارات اور خدائی وعدوں کی وجہ سے ہوتی ہے جو رمضان کی مقررہ عبادات بجالانے کے لئے مخصوص ہیں۔

قرآن مجید نے روزوں کو حصولِ تقویٰ کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ "تقویٰ" قرآن مجید اور اسلام کا خلاصہ ہے۔ سادہ اور آسان لفظوں میں تقویٰ کی حقیقت یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے تمام احکامات پر بخوشی و رغبت عمل پیرا ہو اور تمام وہ باتیں جن سے اُسے روکا گیا ہے اُن سے بیزار ہوتے ہوئے دُور رہے۔ اِس حالت و کیفیت کو قرآن مجید اور احادیث نے تقویٰ سے تعبیر کیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ جس کسی کو بھی یہ قابلِ رشک حالت میسّر آجائے وہ خدا تعالیٰ کی خوشنودی اور اس کے قرب کو پا گیا اور شیطان کے تمام وساوس اور حملوں سے محفوظ ہو گیا۔ اور یہی وہ "فلاح" ہے جو ہر مومن کا مقصود و مطمحِ نظر ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ اَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ۔ یعنی جو شخص غلط باتیں اور (طریق) نہیں چھوڑتا اس کی بھوک اور پیاس کی خدا تعالیٰ کو کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اِس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف "روزہ رکھنا" چنداں مفید اور سود مند نہیں ہو سکتا جب تک روزے اور رمضان کے آداب کو پُوری طرح مدّ نظر نہ رکھا جائے۔

خلوصِ نیّت سے روزہ رکھنا، انابت و خشیت پیدا کرنا، تلاوتِ کلامِ پاک کا بکثرت التزام اور اس کے معانی و مطالب پر غور کر کے اُن پر کما حقہٗ عمل پیرا ہونا، نمازِ تہجد و نوافل کا اہتمام کرنا، صدقہ و خیرات کرنا، حقوق العباد کی پُورے طور پر ادائیگی، باہم جھگڑوں اور فساد کو ترک کرنا، بُرے اعمال اور سُستیوں کو دُور کرنا، دُعاؤں میں لگا رہنا اور ایسے ہی دوسرے نیکی کے امور پر کاربند ہو کر ہم میں سے ہر ایک اپنے تمام گناہوں سے ——— کسی معصوم بچّے کی طرح ——— پاک ہو سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اِس مہینہ کی برکات سے پُوری طرح فائدہ اُٹھانے کی توفیق عطا فرماوے۔ آمین ؏

از مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد

رہنمائے تقریر

مرکزِ سلسلہ احمدیہ ربوہ میں انوارِ قرآنی کی اشاعت کے لئے فضلِ عمر تعلیم القرآن کلاس کا انعقاد ہو رہا ہے۔ اس بابرکت کلاس میں قرآن و حدیث، کلام اور نحو کی تدریس اور علمائے سلسلہ کی فاضلانہ تقاریر کے علاوہ خود طلبہ بھی مشقی تقاریر کرتے ہیں۔ مکرم مولوی دوست محمد صاحب شاہد نے جو ۱۳۴۸ ہش (۱۹۶۹ء) سے ان مشقی تقاریر کی نگرانی کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں اس سلسلہ میں امسال "رہنمائے تقریر" کے عنوان سے درج ذیل نوٹس لکھے ہیں جو سپردِ اشاعت کئے جاتے ہیں۔ ان نوٹوں کا پہلا حصہ اُن بیش قیمت اور سنہری ہدایات پر مشتمل ہے جو قرآن و حدیث، حضرت مہدی موعودؑ اور آپؑ کے مقدس خلفاء نے دی ہیں اور جو فنِ تقریر کے ایسے رہنما اصول ہیں جن کے بغیر کوئی احمدی ہرگز احمدی مقرر نہیں کہلا سکتا۔ دوسرے حصہ میں چالیس اہم عنوانات مع ان کے امدادی لٹریچر کے درج کئے گئے ہیں۔ نوٹس کے تیسرے حصہ میں حضرت مہدی موعودؑ کے بعض پاکیزہ جملوں کے نمونے دیئے گئے ہیں تا طلبہ کو حضرت مسیح موعودؑ کی کتب، ملفوظات اور مکتوبات سے استفادہ کی طرف خاص تحریک پیدا ہو اور وہ ان فقروں کو اپنی تقریروں میں استعمال کر کے اُس آسمانی تاثیر اور روحانی قوت و شوکت کے حامل بن سکیں جو حضرت سلطان القلم کے کلماتِ طیبات سے وابستہ ہے۔

امید ہے یہ نوٹس جماعت کے سب حلقوں میں خاص دلچسپی سے پڑھے جائیں گے اور نہ صرف طلبہ فضلِ عمر تعلیم القرآن کلاس کے لئے بلکہ دوسرے احمدی مقررین کے لئے بھی بہت مفید ثابت ہوں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

(ادارہ)

(۱) مقررین کیلئے ہدایات

تقریر سے پہلے قرآنی دعا کی جائے

رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي ۝ وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي ۝ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي ۝ يَفْقَهُوا قَوْلِي ۝ (طٰہٰ ع ۲)

اے میرے رب! میرا سینہ کھول دے اور جو فریضہ مجھ پر ڈالا گیا ہے اس کو پورا کرنا میرے لئے

آسان کر دے اور اگر میری زبان میں کوئی گرہ ہو تو اُسے بھی کھول دے (حتیٰ کہ) لوگ میری بات آسانی سے سمجھنے لگیں۔

حدیث نبویؐ

اَلسِّوَاكُ يَزِيدُ الرَّجُلَ فَصَاحَةً (فردوس دیلمی)

مسواک انسان کی فصاحت کو بڑھا دیتی ہے۔

انبیاء کا طرزِ خطابت

"ان کی گفتگو میں الفاظ تھوڑے اور معانی بہت ہوتے ہیں۔"

(فتح اسلام صفحہ ۲۴، ۲۵)

حضرت مہدی موعودؑ کے ملفوظات

۱۔ "تقریر بہت ہی صاف اور عام فہم ہونی چاہیئے۔" (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۲۱۸، ۲۱۹)

۲۔ "منطقیانہ طریق چھوڑ کر عارفانہ تقریر کا پہلو اختیار کرنا چاہیئے۔" (صفحہ ۴۲۵)

۳۔ "کلام کی عمدگی یہی ہے کہ وہ ہر قسم کے لوگوں کے مطابق حال ہو۔" (ملفوظات جلد دہم صفحہ ۳۶۴)

۴۔ "تقریر میں اسی قدر برکت اور جوش اور قوت اور عظمت اور دلکشی پیدا ہوتی ہے کہ جس قدر متکلم کا قدم مدارجِ یقین اور اخلاص اور وفاداری کے اعلیٰ درجہ پر پہنچا ہوا ہوتا ہے"

۵۔ "ہم جو کچھ کہیں خدا کے لئے اس کی رضا حاصل کرنے کے واسطے اور جو کچھ سنیں خدا کی باتیں سمجھ کر سنیں اور نیز عمل کرنے کے واسطے سنیں۔" (ملفوظات جلد ۱ صفحہ ۳۰۱)

حضرت خلیفہ اولؓ:۔

"جس واعظ کی اغراض دینی ہوں وہ ایک زبردست ..... اور منصوبے شیطان پر کھڑا ہوتا ہے۔" (خطبات نور جلد اول صفحہ ۱۹۷)

حضرت مصلح موعودؓ:۔

"تقریر آہستگی کے ساتھ کرنی چاہیئے۔ پھر آہستہ آہستہ جب سامعین کے دماغوں اور تقریر کرنے والے کے دماغ میں توازن قائم ہو جائے تو بے شک وہ اپنی آواز بلند کر دے اور الفاظ بھی جوش سے ادا کرے۔" (الفضل ۷ ردسمبر ۱۹۵۱ صفحہ ۴)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز:۔

"اے میرے عزیزو! تمہاری سعادت اسی میں ہے کہ فکر، غور، تدبر اور تحقیق کے ساتھ ساتھ دعا کے ذریعہ اللہ کے فیض سے مدد اور نصرت طلب کرتے رہو۔" (الفضل ۵ مارچ ۱۹۶۶ء صفحہ ۵)

(۲)

چالیس عنوانات مع امدادی لٹریچر

(۱) افریقہ میں اشاعت اسلام

ہمارے بیرونی مشن ([illegible])

افریقہ میں تبلیغ اسلام (مولانا نذیر احمد صاحب مبشر) تاریخ اشاعت اسلام (شیخ محمد اسماعیل صاحب پانی پتی مرحوم)

(۲) حضرت مصلح موعودؓ کے کارنامے

فضل عمر کے کارنامے (مولوی ظفر الاسلام صاحب مرحوم) مختصر تاریخ احمدیت (شیخ خورشید احمد صاحب) سلسلہ احمدیہ (حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ)

(۳) تعلق باللہ

ہستی باری تعالیٰ تعلق باللہ (حضرت مصلح موعودؓ)

(۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خدا تعالیٰ سے عشق

محامد خاتم النبیینؐ سیرت خیر الرسلؐ (حضرت مصلح موعودؓ) محامد خاتم النبیینؐ (مجموعہ تحریرات حضرت مہدی موعودؑ)

(۵) منافق کی علامات

حدیقۃ الصالحین صفحہ ۲۶۵-۲۶۶ (ملک سیف الرحمٰن صاحب مفتی سلسلہ عالیہ احمدیہ) تفسیر سورۃ البقرہ ع (حضرت المصلح الموعودؓ)

(۶) حضرت خلیفہ اولؓ کا مقام توکل

مرقاۃ الیقین (حضرت خلیفہ اولؓ) حیات نور (مولانا شیخ عبد القادر صاحبؓ) تاریخ احمدیت جلد چہارم باب شمائل۔

(۷) وفات مسیح از روئے قرآن۔ از روئے حدیث۔ از روئے اقوال بزرگان اور دلائل حیات مسیح

ازالہ اوہام (حضرت مسیح موعودؑ) دعوۃ الامیر (حضرت مصلح موعودؓ) تبلیغ ہدایت (حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ) احمدیہ پاکٹ بک (ملک عبد الرحمٰن صاحب خادمؓ) تفہیمات ربانیہ (مولانا ابو العطاء صاحب فاضل) تعلیمی پاکٹ بک حصہ اول و دوم (مولانا قاضی محمد نذیر صاحب) نقشہ وفات مسیح (حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ)

(۸) صحابۂ رسولؐ کے کارنامے

محامد خاتم النبیین (مجموعہ تحریرات حضرت مہدی موعودؑ) مسلم نوجوانوں کے سنہری کارنامے (شیخ رحمت اللہ صاحب شاکر) دیباچہ تفسیر القرآن (حضرت مصلح موعودؓ)

(۹) خلیفہ خدا بناتا ہے

منصب خلافت۔ خلافت راشدہ (حضرت مصلح موعودؓ) خلافت حقہ اسلامیہ (حضرت مصلح موعودؓ) خلیفہ خدا بناتا ہے (تقریر مولانا شیخ مبارک احمد صاحب) مقام خلافت اور اس کی عظمت و اہمیت (شائع کردہ قیادت اشاعت مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

(۱۰) آداب مسجد

چارٹ شائع کردہ اصلاح و ارشاد ربوہ۔ حدیقۃ الصالحین صفحہ ۵۹ (ملک سیف الرحمٰن صاحب مفتی سلسلہ عالیہ احمدیہ) مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ۔

(۱۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت علیٰ خلق اللہ

دیباچہ تفسیر القرآن (حضرت مصلح موعودؓ)
سیرت خیر الرسلؐ (حضرت مصلح موعودؓ)
اُسوۂ حسنہ (حضرت مصلح موعودؓ)

(۱۲) آداب مجلس

احمدیت یعنی حقیقی اسلام صفحہ ۲۰۰ تا ۲۰۲۔
(حضرت مصلح موعودؓ) حدیقۃ الصالحین
صفحہ ۲۰۹، ۲۱۲ (ملک سیف الرحمٰن صاحب
مفتی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

(۱۳) مسئلہ جہاد

گورنمنٹ انگریزی اور جہاد (حضرت مسیح موعودؑ)
چشمۂ عرفان (مولوی علی محمد صاحب اجمیری و
مولوی محمد یعقوب صاحب طاہر مرحوم۔)
تحقیق عارفانہ (مولانا قاضی محمد نذیر صاحب)
مرآۃ الجہاد (حضرت سید وزارت حسین
صاحب مونگھیری)

(۱۴) مسئلہ ختم نبوت

ایک غلطی کا ازالہ، الوصیت (حضرت
مسیح موعودؑ) دعوۃ الامیر (حضرت مصلح موعودؓ)
شانِ خاتم النبیینؐ (مولانا قاضی محمد نذیر صاحب)
القول المبین فی تفسیر خاتم النبیین اور
تفہیمات ربانیہ (مولانا ابو العطاء صاحب)
حقیقۃ النبوۃ (حضرت مصلح موعودؓ)
تبلیغ ہدایت (حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ)
احمدیہ پاکٹ بک (ملک عبد الرحمٰن صاحب خادم)
تعلیمی پاکٹ بک حصہ اول (مولانا قاضی
محمد نذیر صاحب)

(۱۵) مسئلہ صداقت مسیح موعودؑ

(۱۶) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی قبل از دعویٰ۔

سیرت خاتم النبیین حصہ اول (حضرت
مرزا بشیر احمد صاحبؓ) دیباچہ تفسیر القرآن
(حضرت مصلح موعودؓ)

(۱۷) احمدی نوجوانوں کی ذمہ داریاں

مشعلِ راہ (حضرت مصلح موعودؓ) ایک
سچے اور حقیقی خادم کے بارہ اوصاف۔
(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ)

(۱۸) حضرت مسیح موعودؑ کی سیرت (واقعات) خدا سے محبت، عشقِ رسولؐ، شفقت علی الناس۔

سیرت مسیح موعودؑ (حضرت مصلح موعودؓ)
حیاتِ طیبہ (مولانا شیخ عبد القادر صاحبؓ)
تقاریر ثلاثہ (حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ)
تاریخ احمدیت جلد سوم آخری باب شمائل و
اخلاق۔ ذکر حبیبؑ (حضرت مفتی محمد صادق
صاحبؓ) ذکر حبیبؑ (حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ)

(۱۹) تعمیر بیت اللہ کے مقاصد

تعمیر بیت اللہ کے ... عظیم الشان مقاصد

(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ)

(۲۰) قرآن مجید کی برکات

قرآنی انوار (حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ) شانِ قرآن (مجموعہ تحریرات حضرت مسیح موعودؑ) مرتبہ مولوی سلطان احمد صاحب پیرکوٹی۔

(۲۱) خلافت ثالثہ کے متعلق بشارات

انوارِ خلافت (حضرت مصلح موعودؓ) خلافتِ حقہ اسلامیہ (حضرت مصلح موعودؓ) بشاراتِ ربانیہ (مولانا جلال الدین صاحب شمسؓ) خلافتِ احمدیہ (شائع کردہ نشر و اشاعت ربوہ)

(۲۲) اسلامی تعلیم غرباء اور یتیموں کے متعلق

احمدیت یعنی حقیقی [illegible] حضرت مصلح موعودؓ اسلام غریبوں اور یتیموں کا محافظ (مجموعہ ارشادات حضرت مصلح موعودؓ)

(۲۳) حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت مسیح ناصریؑ کے درمیان مشابہتیں۔

تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۱۲، ۱۳ (حضرت مسیح موعودؑ) کشتی نوح صفحہ ۵۲ تا صفحہ ۵۶ (حضرت مسیح موعودؑ) کتاب البریہ صفحہ ۱۲۵، ۱۲۶ (حضرت مسیح موعودؑ) ریویو آف ریلیجنز اردو (سنہ ۱۹۰۲ء)

(۲۴) حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف شہیدؓ

تذکرۃ الشہادتین (حضرت مسیح موعودؑ) شہید مرحوم کے چشمدید واقعات (سید احمد نور صاحب کابلی مرحوم) تاریخ احمدیت جلد سوم۔

(۲۵) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں

سراج منیر۔ تریاق القلوب۔ نزول المسیح۔ تذکرہ (مجموعہ الہامات حضرت مسیح موعودؑ) دعوۃ الامیر (حضرت مصلح موعودؓ) تبلیغ ہدایت (حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ)

(۲۶) اسلام اور قتل مرتد

اسلام اور قتل مرتد (حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ) اسلام اور مذہبی آزادی (مولانا جلال الدین صاحب شمسؓ)

(۲۷) ہستی باری تعالیٰ

ہستی باری تعالیٰ۔ دلائل ہستی باری تعالیٰ۔ (حضرت مصلح موعودؓ) ہمارا خدا (حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ) براہین العقائد (شائع کردہ ملک فضل حسین صاحب)

(۲۸) جماعت احمدیہ کے عقائد

عقائد احمدیہ [illegible] حضرت احمد صاحب [illegible] آباد دکن) حضرت مرزا غلام احمد قادیانی (مرتبہ [illegible]) ہم مسلمان ہیں۔ اسلمانیم۔ نحن مسلمون (پمفلٹ شائع کردہ اصلاح و ارشاد و نشر و اشاعت ربوہ) کشتی نوح۔

(۲۹) فتنۂ تکفیر ۔ مقدمہ بہاولپور (مولانا

جلال الدین صاحب شمسؓ) اظہار الحق (مولوی غلام احمد صاحب بدوملہوی) حربۂ تکفیر (کرایب گھر قادیان)

(۳۰) حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی تحریکات

الفضل جلسہ سالانہ نمبر ۱۹۷۰ء۔

(۳۱) جماعت اسلامی کا تعارف

مذہب کے نام پر خون (صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب) رپورٹ تحقیقاتی عدالت فسادات ۱۹۵۳ء۔ مولانا مودودی صاحب کے عدالتی بیان پر تبصرہ (مولانا جلال الدین صاحب شمسؓ) جماعت اسلامی پر تبصرہ (خاکسار دوست محمد شاہد) مودودی شہ پارے (انجمن تحفظ پاکستان) منزل لیلیٰ (ابن نجمی)

(۳۲) جماعت احمدیہ پر اعتراضات کے جوابات

احمدیت کا پیغام (حضرت مصلح موعودؓ) چشمہ عرفان (مولوی علی محمد صاحب اجمیری و مولوی محمد یعقوب صاحب طاہرؓ) تحقیق عارفانہ تعلیمی پاکٹ بک حصہ دوم (مولانا قاضی محمد نذیر صاحب) مقدمہ بہاولپور غلط فہمیوں کا ازالہ (مولانا جلال الدین صاحب شمسؓ) عدالت ڈیرہ غازیخان کیلئے مطلوبیاں (مولانا قاضی محمد نذیر صاحب) جماعت احمدیہ پر سوالات کے جوابات (مولانا قریشی اسد اللہ صاحب)

(۳۳) پیشگوئی مصلح موعود

الموعود (حضرت مصلح موعودؓ) مباحثہ راولپنڈی (مولانا ابوالعطاء صاحب) پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق (مولانا جلال الدین صاحب شمسؓ) ظہور مصلح موعود (مولوی شریف احمد صاحب امینی)

(۳۴) دلچسپ تبلیغی واقعات

برہان ہدایت (مولوی عبدالرحمن صاحب مبشر) لطائف صادق (حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ) حیات قدسی (حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکیؓ) حیات بقاپوری (حضرت مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوریؓ)

(۳۵) حضرت مسیح کشمیر میں

مسیح ہندوستان میں (حضرت مسیح موعودؑ) حضرت مسیح مشرق میں (نشر و اشاعت ربوہ) قبر مسیح (حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ) حضرت مسیح کشمیر میں (قریشی محمد اسد اللہ صاحب) مسیح بلاد شرقیہ میں (مولانا شیخ عبدالقادر صاحب) عیسیٰ اور کشمیر (حضرت قاضی محمد یوسف صاحب پشاوریؓ)

(۳۶) ترجمہ تفسیر صغیر کے کمالات

ترجمہ تفسیر صغیر کے کمالات (خاکسار دوست محمد شاہد)

(۳۷) قادیان کی ابتدائی تاریخ سیرت مسیح موعودؑ

(حضرت مصلح موعودؓ) سلسلہ احمدیہ (حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ) حیات النبی جلد اول (حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ) تاریخ احمدیت جلد اول۔

(۳۸) خواتین احمدیت کی اسلامی خدمات

تاریخ لجنہ اماء اللہ حصہ اول، دوم، سوم۔ (حضرت سیدہ اُم متین صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ حرم حضرت مصلح موعودؓ)

(۳۹) تحریک کشمیر اور جماعت احمدیہ

کشمیر کی کہانی (چوہدری ظہور احمد صاحب ناظر دیوان) سلسلہ احمدیہ (حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ) تاریخ احمدیت جلد ششم۔

(۴۰) دعا

برکات الدعا (حضرت مسیح موعودؑ) حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی (مرتبہ میر داؤد احمد صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ) قبولیت دعا کے طریق (حضرت مصلح موعودؓ) سیرت خاتم النبیین حصہ سوم (حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ)

۴

حضرت مہدی موعودؑ کی پُرشوکت تحریرات کے چند نمونے

- "یقین کامل خدا کی بے نظیر کتاب کے بدوں حاصل نہیں ہو سکتا۔" (براہین احمدیہ)
- "آسمانی برکتیں اور ربانی نشان صرف قرآن شریف کے کامل تابعین ہی پائے جاتے ہیں۔" (براہین احمدیہ)
- "آسمانی باتیں کبھی ٹل نہیں سکتیں۔" (براہین احمدیہ)
- "مکہ معظمہ خدا کی جگہ اور مدینہ منورہ رسول اللہ کا پایہ تخت ہے۔" (ازالہ اوہام)
- "بہشت تجلی گاہِ حق ہے۔" (ازالہ اوہام)
- "قرآن شریف کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہو سکتے۔" (ازالہ اوہام)
- "قرآن کریم بذاتِ خود معجزہ ہے۔" (ازالہ اوہام)
- "خدا بڑی دولت ہے۔" (ازالہ اوہام)
- "نماز پڑھو کہ وہ تمام سعادتوں کی کنجی ہے۔" (ازالہ اوہام)
- "درحقیقت خوش اور مبارک زندگی وہی ہے جو الٰہی دین کی خدمت اور اشاعت میں بسر ہو۔" (آئینہ کمالات اسلام)
- "آسمانی روشنی شے دیگر ہے اور مغربی علوم کی روشنی شے دیگر۔" (آئینہ کمالات اسلام)
- "کوئی ایسی دولت نہیں جیسا کہ ایمان۔" (آئینہ کمالات اسلام)
- "ایمان ہی سے پتہ لگتا ہے کہ خدا ہے۔" (آئینہ کمالات اسلام)
- "دعاؤں کی تاثیر آب و آتش کی تاثیر سے

بڑھ کر ہے۔" (برکات الدعا)

● "دار النجات میں داخل ہونے کے لئے دروازہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہے۔" (حجۃ الاسلام)

● "کوئی بڑا نہیں مگر وہ جو اپنے تئیں چھوٹا خیال کرے۔" (شہادت القرآن)

● "اسلام اس وقت موسیٰ کا طور ہے جہاں خدا بول رہا ہے۔" (ضمیمہ انجام آتھم)

● "ہر ایک بیت العلم کی کنجی دُعا ہی ہے۔" (ایام الصلح)

● "زندہ مذہب وہی ہے جو اپنے ساتھ تازہ بتازہ نشان رکھتا ہے۔" (تریاق القلوب)

● "تمام صادقوں کا بادشاہ ہمارا نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔" (اربعین)

● "ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔" (کشتی نوح)

● "ہر ایک پاک حکمت آسمان سے آتی ہے۔" (کشتی نوح)

● "دعا کرنا اور مرنا قریب قریب ہے۔" (لیکچر سیالکوٹ)

● "موت کا علاج موت ہے۔" (قادیان کے آریہ اور ہم)

● "انسان توبہ کی موت سے ہمیشہ کی زندگی کو خریدتا ہے۔" (قادیان کے آریہ اور ہم)

● "آسمان کا خدا مجھے بتلاتا کہ آخر کار اسلام کا مذہب دلوں کو فتح کرے گا۔" (براہین احمدیہ حصہ پنجم)

● "نہ صرف یہ کہ میں اس زمانہ کے لوگوں کو اپنی طرف بُلاتا ہوں بلکہ خود زمانہ نے مجھے بُلایا ہے۔" (براہین احمدیہ حصہ پنجم)

● "خدا کے چہرے کا آئینہ خدا کے رسول ہیں۔" (حقیقۃ الوحی)

● "قرآن جواہرات کی تھیلی ہے۔" (ملفوظات جلد دوم)

● "جو دُعا سے منکر ہے وہ خدا سے منکر ہے۔" (ملفوظات جلد ہفتم)

● "اسلام کی زندگی عیسیٰؑ کے مرنے میں ہے۔" (ملفوظات جلد ہشتم)

● "انسان بغیر عبادت کچھ چیز نہیں۔" (مکتوبات احمدیہ)

● "آجکل کے مسلمان عیسیٰؑ کو اُمتی بنانا چاہتے ہیں اور ہم ساری اُمت کو عیسیٰ بنانا چاہتے ہیں۔" (ذکر حبیب از حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ) +

محترم جناب نسیم سیفی صاحب وکیل التعلیم

پیکرِ نو

دمبدم جو سوئے منزل راہرو چلتے چلیں
کارواں کی گرد سے پیکر نئے ڈھلتے چلیں

جل نہیں سکتے ہوا میں آرزوؤں کے چراغ
ہم بنیں شمعِ سرِ رہ اور خود جلتے چلیں

مُوند لیں آنکھیں تو پھر کیا نیند اور کیا موت ہے
زندگی یہ ہے کہ اب آنکھوں کو ہم ملتے چلیں

چھوڑ دیں گے دشمنوں کو ازرہِ لطف و کرم
کم سے کم سینے پہ ان کے مونگ تو دلتے چلیں

ڈھیل مل جاتی ہے لیکن ڈھیل کا بھی وقت ہے
آسماں کے فیصلے کب تک بھلا ٹلتے چلیں

خود بخود دُنیا سمجھ لے گی خلافت کا نظام
متحد ہونے کے جذبے اور کچھ پلتے چلیں

دل میں یادِ یار کی ہلچل بھی مچ جائے نسیمؔ
اور سکوتِ بے نوا میں اشک بھی ڈھلتے چلیں

مکرم عبدالرحمٰن صاحب شاکر

حضرت ماسٹر ماموں خان صاحب رضی اللہ عنہ

شہر لدھیانہ سے ۲۲ میل پر قصبہ سمرالہ ہے جو تحصیل بھی ہے۔ سمرالہ سے آگے ۶ میل پر مشہور تاریخی قصبہ ماچھی واڑہ ہے جو اکبر کے زمانہ سے بہت اہمیت رکھتا ہے۔ شہنشاہ اورنگ زیب کے عہد میں جب سکھوں کے دسویں گورو گوبند سنگھ اور اس کے مریدوں نے علاقہ بھر کے امن عامہ کو اپنی تخریبی سرگرمیوں سے تہ و بالا کر دیا تو شاہی فوج نے اس کا تعاقب کیا اور ماچھی واڑہ میں آن پکڑا تو اس نے یہاں کے دو بھائیوں غنی خان اور نبی خان افغان کے گھر میں پناہ لی۔ انہوں نے فوج والوں کو کہہ دیا کہ یہ گوبند سنگھ نہیں بلکہ ہمارے اوچ شریف کے پیر صاحب ہیں۔ دوسرے دن اس کو مسلمان پیروں جیسا لباس پہنا کر پالکی میں بٹھا کر محفوظ علاقہ میں چھوڑ آئے۔ افسوس کہ گورو کے چیلوں نے ہمیشہ ہی مسلمانوں پر ظلم کیا۔ حتیٰ کہ "سکھا شاہی" محاورہ بن گیا ہے۔

اسی مردم خیز قصبہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پانچ صحابہ بھی ہوئے ہیں:۔

۱۔ سیّد عبدالہادی شاہ صاحب اورسیر (سولن ضلع شملہ) وفات ۱۹۰۷ء (چھوٹے بھائی تھے)

۲۔ سیّد محمد شاہ صاحب پنشنر ٹیچر ماچھی واڑہ وفات ۱۹۲۲ء (بڑے بھائی)

۳۔ حکیم محمد عبداللہ صاحب

۴۔ حافظ امام دین صاحب نابینا (امام مسجد) وفات ۱۹۰۷ء۔

۵۔ ماسٹر ماموں خان صاحب ڈرل ماسٹر۔

اوّل الذکر تو ۳۱۳ اصحاب میں سے ہیں اور ان کا نمبر ۱۵۷ ہے۔

سیّد محمد شاہ صاحب نے بیعت اپنے چھوٹے بھائی کے ۳ سال بعد کی۔ اُن کی بڑی لڑکی جنّت بی بی اپنے چچا کے لڑکے سے بیاہی ہوئی تھی۔ بڑی نیک بخت اور احمدیت پر پختہ تھی۔

حکیم محمد عبداللہ صاحب بہت پایہ کے حکیم اور نہایت نیک آدمی تھے۔ ان کے بڑے صاحبزادے حکیم عبدالرحمٰن صاحب ربوہ میں ہیں اور محلہ غلہ منڈی میں رہتے ہیں۔ چھوٹے صاحبزادے ڈاکٹر عبدالستار صاحب وٹرنری سرجن تھے، اب وفات پا چکے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کے صاحبزادے منظور احمد صاحب مدت تک ربوہ میں سٹیشن ماسٹر رہے ہیں۔

حافظ امام دین صاحب ماچھی واڑہ سے

۲ میل پر ایک گاؤں کے رہنے والے تھے مگر تمام عمر ماچھی واڑہ میں گزاری۔ شہر کی نصف آبادی کو قرآن مجید پڑھایا۔ آپ کے احمدی ہونے پر بعض شریروں نے ارادہ کیا کہ رات کو مسجد کے حجرے میں تیل ڈال کر آگ لگا دی جائے تا زندہ ہی جل جائیں مگر خدا نے انکو انکے بد ارادہ سے محفوظ رکھا اور جب حافظ صاحب نے وفات پائی تو اُن میں سے ایک اُن کے مقبرے کے تعویذ کے لئے سیمنٹ اُٹھا اُٹھا کر لایا۔ جو شریروں کا سرغنہ تھا اُسے یہ سزا ملی کہ اس کی ایک ہی لڑکی تھی جو فاحشہ تھی، وہ قتل ہو گئی اور تمام شہر میں سخت بدنامی ہوئی۔ اسی شخص کالو شاہ کے بیٹے نے خودکشی کر لی اور پوتے نے بھی خودکشی سے ہی دنیا کو نجات دی۔

ماسٹر ماموں خان صاحبؓ کے والد کا نام کالو خان تھا اور قوم راجپوت تھی۔ آپ نے ۱۹۰۲ء میں خواب دیکھا کہ چاند ان کی جھولی میں آ گرا ہے۔ انہوں نے سید محمد شاہ صاحب سے تعبیر پوچھی۔ انہوں نے کہا کہ تم کسی بہت بڑے بزرگ کی بیعت کرو گے۔

اُن دنوں ماسٹر صاحب ۱۵ دن تک ماچھی واڑہ میں اور ۱۵ دن تک سمرالہ سکول میں کام کرتے تھے سمرالہ اور ماچھی واڑہ کے درمیان نہر سرہند بہتی ہے جو بجائے خود ایک بڑا دریا ہے۔

ماچھی واڑہ کے قریب ایک گاؤں کوہاڑہ ہے وہاں پر ایک فقیر رہتا تھا، وہ کسی سے کلام نہ کرتا تھا۔ کہتے ہیں کہ عمر بھر میں وہ صرف دو دفعہ بولا ہے ایک دن کہا کہ امام مہدی کا ظہور ہونے ہی والا ہے۔ اور ایک دفعہ کہا کہ اب امام مہدی ظاہر ہو چکا ہے۔

ماسٹر ماموں خان صاحب بھی امام مہدی کے متلاشی تھے۔ سید محمد شاہ صاحب سے بوجہ سکول میں ملازمت کے ہر وقت گفتگو رہتی تھی۔ انہوں نے ماسٹر صاحب کو حضرت اقدسؑ کے دعویٰ سے مطلع کیا۔ مگر کسی وجہ سے ماسٹر صاحب سکول کی ملازمت ترک کر کے بہاولپور پولیس میں نوکر ہو گئے تھے، وہیں سے بذریعہ خط بیعت کی۔ بیعت کے خط کا جواب حضرت مولوی عبد الکریم صاحبؓ کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا۔ یہ ۱۹۰۲ء کا واقعہ ہے۔ دستی بیعت ۱۹۰۶ء میں کی تھی۔

وہیں پر ایک دفعہ ماسٹر صاحبؓ نے ایک مشہور ڈاکو کو تن تنہا گرفتار کر لیا۔ افسران بہت خوش ہوئے اور ان کا نام ترقی کے لئے اوپر بھجوایا گیا۔ اُدھر قادیان کے اخبارات میں ہائی سکول قادیان کے لئے ایک ڈرل ماسٹر کی ضرورت کا اشتہار شائع ہوا۔ ماسٹر صاحب نے فوراً اپنی خدمات پیش کر دیں۔ حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ ہیڈ ماسٹر تھے انہوں نے لکھا کہ آپ کس قدر تنخواہ قبول کر لیں گے؟ ماسٹر صاحبؓ نے جواباً لکھا کہ مجھے صرف دو روٹیاں کافی ہیں۔ مولوی صاحبؓ نے لکھا کہ وضاحت سے لکھیں کہ آپ کا مطلب کیا ہے؟ انہوں نے پھر لکھا کہ صرف دو روٹیاں درکار ہیں۔ مطلب یہ تھا کہ اقل ترین گزارے پر قادیان کی رہائش کو ترجیح دیں گے۔ جب یہ معاملہ حضرت علیہ السلام کے حضور پیش ہوا تو حضور نے فرمایا کہ "روحانی آدمی معلوم ہوتے ہیں انکو بلوا لیا"

جاتے" (روایت ماسٹر مامون خان صاحبؓ)

ماسٹر صاحبؓ کا حلیہ یہ تھا کہ اس زمانہ کے رواج کے مطابق سر پر خاصی بڑی پگڑی، آنکھیں ذرا چندھیائی ہوئی سی، رنگت قدرے سیاہی مائل، داڑھی خاصی بڑی، قد ۵ فٹ تھا۔

ہر ملنے والے کو سلام کرنے میں پہل کرتے بہت خوش اخلاق۔ مسافر نواز۔ ہمدرد۔ بچوں کو نصیحت کرتے۔ محنت مشقت سے کبھی عار نہ کی۔ ذکرِ الٰہی اور تہجد کے عادی۔ تبلیغ سلسلہ کے بڑے مشتاق تھے۔ اپنے مافی الضمیر کو بڑی وضاحت سے مگر سادہ زبان میں بیان کرتے تھے۔ قادیان کے نواحی دیہات میں جاکر تبلیغ کرتے تھے۔ خصوصاً شمالی جانب موضع ٹھیکری والہ میں تو بالالتزام تبلیغ کے لئے جایا کرتے تھے۔ اُن کی تبلیغ سے مختلف دیہات میں سینکڑوں لوگوں نے بیعت کی مگر ماسٹر صاحبؓ نے کبھی اس بات پر فخر نہ کیا۔ وہ تو اسے فریضہ خیال کرتے تھے۔

طبیعت کی سادگی کا یہ حال تھا کہ ایک دفعہ ریفریشر کورس کے لئے لاہور گئے۔ وہاں کل تین آدمی آئے تھے تینوں پاس ہو گئے۔ ماسٹر صاحبؓ نے واپس آکر بیان کیا کہ وہ پاس ہو گئے ہیں اور وہ تینوں میں سے تھرڈ آئے ہیں۔

پہلی شادی اپنے وطن میں کی۔ اہلیہ کا نام جنت بی بی تھا۔ راقم الحروف نے انہیں دیکھا تھا۔ بہت نیک، مسکین طبع، پارسا، دعا گو خاتون تھیں۔ قادیان میں ان کو تپدق ہو گیا۔ حضرت مولانا حکیم نور الدین صاحبؓ معالج تھے مگر مرض بڑھتا گیا۔ تنگ آکر ایک دن ماسٹر صاحبؓ نے حضرت مسیح موعودؑ سے دعا کی درخواست کی اور کہا کہ آپ خدا کے مسیح ہیں اس کے لئے دعا فرمائیں ورنہ میں تو مایوس ہو چکا ہوں۔

حضورؑ نے فرمایا کہ مومن تو مایوس نہیں ہوا کرتے۔ آپ بھی دعا کرتے رہیں میں بھی دعا کرونگا۔ خدا کی شان کہ کچھ عرصہ بعد صحت ہونی شروع ہو گئی اور بالآخر مرض بالکل جاتا رہا۔ اس کے بعد خدا تعالیٰ نے ان کو ایک لڑکا دیا جس کا نام عبدالرحمٰن تھا۔ مگر کئی سال بعد مرض پھر عود کر آیا اور وہ فوت ہو گئیں۔

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے ماسٹر صاحب کی دوسری شادی لدھیانہ کی ایک پٹھان عورت محمودہ بیگم صاحبہ سے کرا دی۔ یہ خاتون اپنے ہمراہ دو۲ بچے بھی لائیں جو آج بھی ماسٹر صاحبؓ کی دوسری اولاد کے ساتھ جیسی آباد و مسند ہیں ہیں۔

باوجود تنگی کے ماسٹر صاحب کے منہ سے کبھی شکوہ نہیں سُنا۔ جنگِ عظیم اول کے اختتام کے قریب آٹا روپے کا ۲½ سیر ملتا تھا۔ ظاہر ہے کہ اس سے ایک کثیر العیال خاندان کا ایک دن بمشکل پورا ہوتا تھا۔ ماسٹر صاحبؓ کے ذمہ میاں صدر الدین صاحب صحابی سابق درویش کا ۱۵۰/- روپے قرض ہو گیا۔ ایک دن پھر آٹا لینے چلے گئے اور بڑی عاجزی سے کہنے لگے کہ میاں صدر الدین! میں پھر آٹا لینے آگیا ہوں گو میرے ذمہ پہلے ہی آپ کا کافی بقایا ہے۔ اتنا ہی سُن کر اس بندۂ

نے کہا "پیارے مامون خان! بچوں کو بھوکا نہ رکھنا تم جتنا چاہو آٹا لے جایا کرو۔ قرض ادا ہو ہی جائے گا۔" چونکہ ماسٹر صاحب کی نیت بھی قرض ادا کرنے کی تھی ایک دفعہ ایک ایسی رقم مل گئی جس کا کبھی خواب و خیال بھی نہ تھا اور قرضہ یکمشت ادا کر آئے۔

ایک دفعہ ان کے ایک عزیز دوست پر بھی تنگی کے ایام آگئے۔ اُدھر اُن کو ایک جگہ جانا تھا۔ زادِ راہ بھی نہ تھا اور جوتا بالکل ناکارہ سا تھا۔ ماسٹر صاحب رضؓ کو علم ہوا تو کچھ روپے اور اپنا جوتا دے آئے جو اُن کے ناپ کے برابر تھا۔ یہ دونوں اشیاء گو چند دن بعد نہایت شکریہ سے واپس کر دی گئیں مگر ماسٹر صاحب کی ہمت دیکھئے۔ تھوڑے دنوں بعد اسی دوست نے جبکہ اس کا ابتلاء ختم ہو گیا تھا ماسٹر صاحب کو ایک رقم پیش کی۔ گو ماسٹر صاحب نے شکریہ کے ساتھ انکار کیا مگر انہوں نے دیکر ہی دم لیا۔

جنگِ عظیم اوّل کے دوران ہی وار فیور وبائی صورت میں پھیل گیا۔ قادیان میں بھی اس بخار نے بڑی تباہی مچائی۔ بہت لوگ فوت ہوئے۔ میرا چھوٹا بھائی ناصر بعمر چار سال بھی فوت ہو گیا۔ ہم ان دنوں دارالفضل میں رہا کرتے تھے جہاں صرف ۴، ۵ گھر آباد تھے۔ ہم فکرمند تھے کہ قبر کھودنے کے لئے کس کو کہا جائے۔ اتنے میں ماسٹر مامون خان صاحب آئے اور کہنے لگے کہ وہ قبر تیار کر آئے ہیں۔

ماسٹر صاحب، صاحبِ رؤیائے صادقہ و کشوف تھے۔ تمام واقعات تو نہیں لکھے جا سکتے صرف ایک لکھ دیتا ہوں کہ جب تقسیمِ ملک کے بعد ماسٹر صاحب جیمس آباد سندھ میں مقیم تھے آنکھیں جو پہلے ہی خراب رہتی تھیں زیادہ خراب ہو گئیں۔ آپریشن بھی کامیاب نہ ہوا اور بینائی بالکل زائل ہو گئی۔ ایک دن انہوں نے کشف میں دیکھا کہ ماسٹر حسن محمد صاحب ساکن کلو سوہل نزد قادیان ماسٹر صاحب سے ملاقات کے لئے آئے ہیں۔ ماسٹر صاحب رضؓ نے بچوں کو آواز دی کہ دیکھو ماسٹر صاحب آئے ہیں ان کو بٹھاؤ۔ بچوں نے کہا کہ یہاں تو کوئی نہیں آیا ہوا۔ خدا کی قدرت تھوڑی دیر بعد فی الواقعہ ماسٹر حسن محمد صاحب تشریف لے آئے۔ اس بات کی تصدیق ہم نے ماسٹر حسن محمد صاحب سے کرائی ہے۔

شہر ماچھی واڑہ میں حضرت مسیح موعودؑ کا ایک اور نشان بھی ظاہر ہوا جس کی تفصیل یہ ہے کہ لیکھرام کے قتل (۶ مارچ ۱۸۹۷ء) کے بعد ایک پٹیا سنوری نے آریوں کو مخاطب کر کے اشتہار دیا کہ اگر کوئی بہادر کلیجہ والا آریہ ہے تو وہ قسم کھا کر اعلان کر دے کہ لیکھرام کا قتل مرزا غلام احمد کے ایماء اور حکم سے اور سازش سے ہوا ہے۔ اے خدا اگر یہ بیان غلط ہو تو ایک سال کے اندر مجھ پر ایسا دردناک عذاب آئے کہ دنیا سمجھ لے کہ یہ کسی انسانی تدبیر کا نتیجہ نہیں۔ اسکے بعد اگر وہ میری بددعا سے بچ گیا تو میں مجرم اور اُس سزا کے قابل ٹھہروں گا جو ایک قاتل کی ہوتی ہے۔

اور تو کوئی مقابل نہ آیا مگر ماچھی واڑہ کا گنگا بشن سود جو پولیس میں ملازم تھا اُس نے اشتہار دیا کہ وہ

قسم کھانے کو تیار ہے۔ اور یہ بھی لکھا کہ وہ لیکھرام کا قائم مقام ہے لیکن شرط یہ ہوگی کہ اگر پیشگوئی پوری نہ ہو تو پیشگوئی کرنے والے کو پھانسی دی جائے۔ دوسرے وہ پہلے دس ہزار روپے جمع کرائے جو پیشگوئی پوری نہ ہونے کی صورت میں گنگا بشن کو ملے۔ تیسرے یہ کہ جب وہ قسم کھانے کے لئے قادیان آئے تو اُسے قتل نہ کیا جائے مرزا صاحب اس کی گارنٹی دیں۔ حضورؑ نے ۵ر اپریل ۱۸۹۷ء کے اشتہار میں اس کی سب شرائط منظور فرمالیں۔

اب جب گنگا بشن کو خود کو موت سامنے نظر آنے لگی تو اُس نے ایک شرط اور بڑھادی کہ جب مرزا صاحب جھوٹے ثابت ہوں تو پھانسی کے بعد ان کی لاش مجھے دی جائے تاکہ میں اُسے جلاکر دریا برد کروں۔ حضورؑ نے یہ شرط بھی مان لی مگر یہ بھی فرمایا کہ گنگا بشن ان الفاظ میں قسم اُٹھائے کہ:۔

"بالضرور لیکھرام غلام احمد کی سازش اور شرکت سے قتل کیا گیا ہے اور پورے یقین سے جانتا ہوں کہ یہ پیشگوئی خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں تھی بلکہ ایک انسانی منصوبہ تھا جو پیشگوئی کے بہانہ سے عمل میں آیا۔ اگر میرا یہ بیان صحیح نہیں ہے تو اے خدائے قادرِ مطلق اس شخص کا سچ ظاہر کرنے کے لئے اپنا یہ نشان دکھلا کہ ایک سال کے اندر مجھے ایسی موت دے کہ جو انسان کے منصوبہ سے نہ ہو اور میں ایک سال کے اندر مر گیا تو دنیا یاد رکھے کہ میرا مرنا اس بات پر گواہی ہوگی کہ واقعی طور پر یہ خدا کا الہام تھا انسانی سازش نہیں تھی اور نیز یہ کہ واقعی طور پر سچا دین اسلام ہے اور دوسرے تمام مذاہب جیسے آریہ مذہب، سناتن دھرم اور عیسائی وغیرہ تمام بگڑے ہوئے عقیدے ہیں"

یہ بھی حضورؑ نے فرمایا کہ اگر گنگا بشن ایک سال کے اندر مرجائے تو اس کی لاش ہم کو ملے اور وہ اس کی ضمانت کے طور پر دس ہزار روپے بنک میں جمع کرائے کیونکہ اگر اس کے ورثاء مجھے اسکی لاش نہ دیں تو دس ہزار روپے مجھے مل جائیں۔

گنگا بشن نے اعلان کر دیا کہ چونکہ اُس کے پاس اس قدر روپیہ نہیں ہے اسلئے معاملہ ختم سمجھا جائے۔ مگر حضورؑ نے ۲۷ اپریل کو پھر اشتہار دیا کہ آریہ سماج کو فکر چاہیئے۔ اگر گنگا بشن کے پاس دس ہزار روپیہ نہیں تو آریہ سماج جمع کر دے جو لیکھرام کے قاتل کے لئے گراں رقوم بطور انعام رکھتے ہیں یہ نفع کا سودا کیوں نہیں کرتے۔ میرا جھوٹ ثابت کرنے پر تمہارا جمع شدہ دس ہزار روپیہ اور میری لاش اور میرا جمع کرایا ہوا دس ہزار

روپیہ مل جائے گا۔ گھبراتے کیوں ہو؟ مگر جھوٹ کیسے ہو اور ملے کہاں۔ کچھ دنوں میں سب آریہ دبک کر بیٹھ گئے۔

اب خدائی قدرت کا تماشا دیکھئے کہ سید عبدالہادی شاہ صاحبؓ نے حضور علیہ السلام کو ایک خط لکھا اور لکھا کہ میں خیریت سے ہوں وغیرہ۔ اتفاق سے اسی دن گنگا بشن نے بھی اپنے معاملہ کے متعلق حضرت اقدسؑ کو خط لکھا جس کے آخر میں اس نے ازراہ شرارت یہ لکھ دیا کہ آپ کا مرید عبدالہادی سخت بیمار اور مر رہا ہے۔

دونوں خطوط ایک ہی وقت میں ماچھی واڑہ سے ڈاک میں ڈالے گئے۔ ایک ہی وقت میں قادیان پہنچے۔ حضورؑ نے ڈاک میں پہلے سید عبدالہادی صاحبؓ کا خط ملاحظہ فرمایا۔ تھوڑی دیر بعد گنگا بشن کا خط جو پڑھا تو حضورؑ نے فرمایا کہ "اس اندھے کو اپنے قصبہ میں رہ کر یہ بھی نظر نہ آیا کہ ہمارے دوست تو خیریت سے ہیں"۔

بس یہ فقرہ گنگا بشن کو لے ڈوبا۔ اس کے جلد بعد ہی اس کی آنکھوں کا نور جاتا رہا۔ بظاہر اس کی آنکھیں بالکل درست تھیں، نہ کوئی بیماری ہوئی نہ درد ہوا مگر بینائی جاتی رہی۔ بیشتر طبیبوں نے اسے دیکھا سب کہا کہ کوئی بیماری نہیں ہے۔ حتیٰ کہ لدھیانہ کے مشہور مشنری ڈاکٹر سمتھ صاحب نے بھی اسے کہہ دیا کہ تم فکر کیوں کرتے ہو مگر وہ پکار پکار کر کہتا تھا، مجھے تو کچھ نظر نہیں آتا۔ فاعتبروا

یا اولی الابصار!

خدا کے پیارے کو چھیڑنے کا مزہ آ گیا۔

ابھی گنگا بشن کے لئے ایک اور سزا باقی تھی۔ وہ اس طرح کہ جلد بعد اُسے فالج ہو گیا چلنے پھرنے سے قطعی معذور ہو گیا۔ حتیٰ کہ ہسپتال میں دو مردوں کے کندھے پر سوار ہو کر جایا کرتا تھا۔ ماسٹر مامون خان صاحبؓ نے اپنی روایات میں لکھا ہے کہ "گنگا بشن کو میں نے اَڑاتے دیکھا ہے" اس پنجابی لفظ کے معنی ہیں کہ وہ مہیب آواز میں نکالا کرتا تھا۔ اور ایک سال کے اندر اندر وہ بڑی تکلیف اور حسرت سے مرا۔

یہ وہ شخص تھا جو اپنے آپ کو لیکھرام کا قائم مقام کہتا تھا۔ دونوں میں مماثلتیں بھی خوب ہیں دونوں شاتم رسول صلعم تھے۔ دونوں آریہ سماج کے ممبر تھے۔ دونوں پولیس میں ملازم تھے دونوں پر غیر معمولی عذاب وارد ہوا۔

حضرت ماسٹر مامون خان صاحبؓ نے ۲۱ اپریل ۱۹۶۱ء بعمر ۹۰ سال جمیس آباد سندھ میں وفات پائی اور ۲۲ اپریل بعد نماز مغرب بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئے۔ بہت خوب آدمی تھے۔

اللّٰھم اغفرلہ واجعل
جنۃ الماوٰی مسکن
لہ ؎

مکرم شیخ عبد القادر صاحب۔ لاہور

ہمارا کرۂ ارض اور دیگر آبادیاں

ہمارا کرۂ ارض ایک خاص کہکشاں کے کنارے پر واقع ہے۔ فضا میں اس قسم کے لاکھوں کروڑوں کہکشاں منڈلا رہے ہیں۔ کائنات کی پہنائیوں میں ہماری زمین کی حیثیت ایک ذرۂ بے مقدار کی ہے۔ آسمانی وسعتوں کے پیشِ نظر کرۂ ارض اور یہاں زندگی کی ہماہمی کو بعض لوگ کوئی خاص اہمیت نہیں دیتے حالانکہ یہ بات درست نہیں ہے۔ کیونکہ انسان خلاصۂ کائنات ہے۔ جس کُرہ پر وہ آباد ہے اس کی اہمیت اس امر سے ظاہر ہے کہ یہاں وہ مخلوق ارتقاء پذیر ہوئی جس کے متعلق ارشادِ ربانی ہے وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِیْ اٰدَمَ ...... وَ فَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِیْلًا ۝ (بنی اسرائیل) کہ ارض وسماء میں اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ اکثر حصۂ مخلوقات پر اسے فضیلت حاصل ہے۔ پھر یہ امر بھی مدنظر رہے کہ ربّ العٰلمین (سب جہانوں کے پالن ہار) نے رحمۃ للعٰلمین کو اس کرۂ ارض پر بھیجا۔ اس میں کوئی کلام نہیں کہ دوسرے کُرّوں میں بھی آبادی ہے۔ وہ بھی خدا تعالیٰ کی ہدایتوں کے اسی طرح پابند ہیں جس طرح ہم ہیں۔ لیکن ہمارے کرۂ ارض کی ایک امتیازی شان ہے کہ یہاں وہ غایت الغایات ہستی اور مقصودِ کائنات برپا ہوا جسے لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ کے آسمانی خطاب سے نوازا گیا۔

(۲)

صدرِ اوّل کے صلحاء نے اس مسئلہ کو ایک دوسرے زاویۂ نگاہ سے دیکھا۔ یہ نقطۂ نظر بھی بہت لطیف، موزوں اور خوبصورت ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے جب اس آیت کا مطلب پوچھا گیا:۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ؕ یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَیْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝

"اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان بنائے اور انہی کے مثل و مطابق الارض (زمینیں) بھی اور ان (آسمانوں اور زمینوں)

کے درمیان اس کا حکم نازل ہوتا رہتا ہے تا کہ تم جان لو۔ اللہ تعالے ہر چیز پر قادر ہے۔"

(سورہ الطلاق آیت ۱۳)

توانہوں نے فرمایا کہ:۔

"اگر میں اس کی تفسیر تم لوگوں سے بیان کروں تو مجھے اندیشہ ہے کہ تم انکار کرو گے اور ....

اسے جھٹلاؤ گے۔"

ظاہر ہے کہ حضرت ابن عباسؓ عام لوگوں کے سامنے یہ بات نہیں کہتے تھے مبادا کہ کہیں اس سے لوگوں کے دل شبہات میں مبتلا ہو جائیں آپ نے مُجملاً فرمایا:۔

فِی کُلِّ اَرْضٍ نَبِیٌّ کَنَبِیِّکُمْ
وَاٰدَمُ کَاٰدَمَ وَنُوْحٌ کَنُوْحٍ
وَاِبْرَاهِیْمُ کَاِبْرَاهِیْمَ
وَعِیْسٰی کَعِیْسٰی۔

ان میں سے ہر زمین میں نبی ہے تمہارے نبی جیسا اور آدم ہے تمہارے آدم جیسا اور نوح ہے تمہارے نوح جیسا اور ابراہیم ہے تمہارے ابراہیم جیسا اور عیسیٰ ہے تمہارے عیسیٰ جیسا۔

(بیہقی شُعَبُ الایمان
کتاب الاسماء والصفات)

علامہ آلوسی اپنی تفسیر میں اس روایت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"اس کو صحیح ماننے میں نہ عقلاً کوئی چیز مانع ہے نہ شرعاً۔ مراد یہ ہے کہ ہر زمین میں ایک مخلوق ہے جو کہ اصل کی طرف اس طرح راجع ہوتی ہے جس طرح بنی آدم ہماری زمین میں۔ آدم علیہ السلام کی طرف راجع ہوتے ہیں۔ اور ہر زمین میں ایسے افراد پائے جاتے ہیں جو اپنے ہاں دوسروں کی نسبت اسی طرح ممتاز ہیں جس طرح ہمارے ہاں نوح اور ابراہیم علیہما السلام ممتاز ہیں۔"

(تفسیر کشاف)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی معرکۃ الآراء کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی" میں فرمایا کہ قرآن حکیم سے معلوم ہوتا ہے کہ

"دوسرے کرّوں میں بھی آبادی ہے اور وہ بھی پابند خدا تعالیٰ کی ہدایتوں کے ہیں۔"

پھر حضورؑ فرماتے ہیں:۔

"ہمارا یہ عقیدہ نہیں ہے ...
... کہ اس آسمان اور زمین کے سوا اور کوئی سلسلہ ہی نہیں بلکہ

ہمارا خدا کہتا ہے کہ وہ رب العالمین
ہے یعنی وہ کل جہانوں کا رب ہے
اور کہ جہاں جہاں کوئی آبادی ہے
وہاں وہاں اس نے رسول بھیجے
ہیں۔ عدم علم سے عدم شئے لازم
نہیں آتی۔ جس خدا نے اس ایک
چھوٹی سی زمین کے واسطے اتنا
وسیع سامان پیدا کیا اس نے کیوں
دوسری تمام آبادیوں کے واسطے
سامان نہ پیدا کئے ہوں گے۔ وہ
سب کا یکساں رب ہے اور سب
کی ضرورتوں سے واقف ہے"
(ملفوظات جلد دہم صفحہ ۳۵۴)

(۳)

علمائے ہیئت نے بھی اسی بات پر غور کیا کہ
کائنات کے مقابلہ میں ہمارا کرۂ ارض ہے تو ذرۂ
بے مقدار لیکن اسے حقیر نہ سمجھو۔ اس کے محلِ
وقوع، قد و قامت اور جھکاؤ میں ساری رعنائی
اور خوبصورتی سمٹی ہوئی ہے۔ ایک ممتاز سائنسدان
فرینک ایلن جو کہ کینیڈا کی یونیورسٹی میں حیاتی طبیعیات
کے پروفیسر ہیں اپنے ایک مقالہ میں لکھتے ہیں:۔

"بعض لوگ فضائے بسیط کی
بے اندازہ پہنائیوں میں اس
ذرا سے کرۂ زمین کا کچھ اس طرح
ذکر کرتے ہیں جیسے یہ بڑی اہم اور
بے جوڑ سی بات ہے لیکن انہیں اس
کا اندازہ نہیں کہ اگر اس کا حجم
کم و بیش ہوتا تو اس میں زندگی
محال ہو جاتی۔ اگر یہ کرۂ ارض چاند
جتنا چھوٹا ہوتا یعنی اس کا قطر
اصل کی نسبت ¼ ہوتا تو اس کی
کششِ ثقل زمین کی موجودہ کششِ
ثقل کا ⅙ رہ جاتی۔ اس میں ہوا
اور پانی کا وجود ممکن نہ رہتا۔ اس
میں درجۂ حرارت چڑھتا تو انتہائی
حد تک پہنچتا اور گرتا تو انتہائی
حد تک گرتا۔ اس کے برعکس اگر
کرۂ ارض کا قطر موجودہ کی نسبت
دوگنا ہوتا تو اس کی موجودہ سطح
کے مقابلہ میں چار گنی وسیع ہو جاتی،
کششِ ثقل دوگنی ہو جاتی ہوا کے
غلاف کا حجم خطرناک حد تک گھٹ
جاتا اور اس کے دباؤ میں فی انچ
۱۵ تا ۳۰ پونڈ کا اضافہ ہو جاتا۔
جس کا ردِ عمل زندگی پر نہایت
مہلک ہوتا۔ ہمیشہ سرد رہنے والے
رقبوں میں نمایاں اضافہ ہو جاتا۔
اور بہت تھوڑے ایسے علاقے
باقی رہ جاتے جہاں زندگی اور
آبادی ممکن ہو سکتی۔ ایک علاقے

کے رہنے والے دوسرے علاقے کے لوگوں سے بالکل کٹ جاتے۔ ذرائع رسل و رسائل اور ایک علاقے سے دوسرے علاقے میں آمد و رفت مشکل بلکہ تقریباً ناممکن ہو جاتی۔

اگر ہماری زمین سورج جتنی بڑی ہوتی اور اس کی کثافت برقرار رہتی تو اس کی کشش ثقل ڈیڑھ گنی ہو جاتی۔ ہوا کے غلاف کی دبازت گھٹ کر پانچ سو میل کی بجائے صرف چار میل رہ جاتی۔ پانی کا بھاپ میں تبدیل ہونا ممکن نہ رہتا۔ اور ہوا کا دباؤ ایک ٹن فی مربع انچ تک جا پہنچتا۔ ایک پونڈ وزنی جانور کا وزن بڑھ کر ایک سو پچاس پونڈ ہو جاتا۔ انسان کا جسم گھٹ کر گلہری کے برابر رہ جاتا اور اس مخلوق میں کسی قسم کی ذہنی زندگی اور اس کی نشوونما ناممکن ہو جاتی۔

اس کے برخلاف اگر زمین کا سورج سے موجودہ فاصلہ بڑھا کے دو گنا کر دیا جاتا تو سورج سے حاصل ہونے والی حرارت کی مقدار گھٹ کر صرف ایک چوتھائی رہ جاتی۔ اس کی گردش کی رفتار نصف رہ جاتی۔ موسم سرما کا دور طویل ہو کر دو گنا ہو جاتا اور زندگی منجمد ہو کر رہ جاتی۔

اگر سورج اور زمین کا درمیانی فاصلہ گھٹا کر نصف کر دیا جاتا تو سورج سے حاصل ہونیوالی حرارت چار گنی ہو جاتی۔ زمین کی رفتار گردش دو گنی تیز ہو جاتی۔ موسموں میں اوّل تو تغیر کا امکان نہ رہتا اور اگر سردی کا موسم آتا بھی تو اس کی مدت نصف رہ جاتی اور کرۂ ارض پر تپش اس درجہ بڑھ جاتی کہ اس میں زندگی کا برقرار رہنا ممکن نہ ہوتا۔

کرۂ زمین کی موجودہ جسامت، اس کے سورج سے موجودہ فاصلے اور اس کی مقررہ رفتار گردش کے برقرار رہنے ہی کا یہ نتیجہ ہے کہ اس زمین پر جینا ممکن ہے۔ اور بنی نوع انسان طبیعی، ذہنی اور روحانی زندگی کی مسرتوں سے ہمکنار ہیں۔"

("خدا موجود ہے" مرتبہ جان کلوور مونسما اردو ترجمہ صفحہ ۳۰-۳۱)

سید کلیم محمود۔ کراچی

نامور مسلم سائنس دان

محمد بن زکریا رازی

ایران کے شمالی علاقے میں موجودہ دارالسلطنت طہران سے پانچ میل کے فاصلے پر ایران کا قدیم شہر "رے" آباد ہے۔ طہران کی شان وشوکت کے آگے اب اس کی اہمیت باقی نہیں رہی لیکن پہلے زمانے میں یہ ایران کا مشہور شہر تھا۔ اسلامی دَور کا طبیب اعظم محمد بن زکریا رازی اسی شہر میں پیدا ہؤا۔ رازی کے سن ولادت کے متعلق عربی تذکرہ نگاروں کے ہاں شدید اختلاف پایا جاتا ہے مگر ۸۶۴ء رازی کا سن ولادت ثابت ہوتا ہے۔

آغازِ شباب تک رازی ایک بے فکر نوجوان تھا اور گانا بجانا اُس کا محبوب مشغلہ تھا۔ چنانچہ عود بجانے میں جو اُس زمانے کا مقبول ساز تھا، اُسے بہت مہارت حاصل تھی۔ لیکن جب زندگی کی ذمہ داریاں بڑھیں اور انہیں پورا کرنے کے لئے اُسے پیسے کی ضرورت محسوس ہوئی تو کسی مفید پیشے کو اختیار کرنے کی بجائے اس نے کیمیا گری کی طرف رجوع کیا۔ کیونکہ کم قیمت دھاتوں کو سونے میں تبدیل کر لینے سے اس کی جوانی کے سارے خواب پورے ہو سکتے تھے۔ کیمیا گری کے جو طریقے اُس زمانے میں مشہور تھے اُن میں مختلف معدنی چیزوں اور جڑی بوٹیوں کو بعض دھاتوں میں ملا کر کئی مہینوں تک آگ دینی پڑتی تھی۔ نوجوان رازی نے بھی یہی طریقہ اختیار کیا۔ دواؤں اور جڑی بوٹیوں کے حصول کے لئے جن کی کیمیا گری میں ضرورت ہوتی تھی اُسے دوا فروشوں کی دکان پر جانا پڑتا تھا۔ اس سلسلے میں ایک دوا فروش کے ساتھ اُس کے دوستانہ تعلقات قائم ہو گئے۔ وہ فرصت کے لمحات اس کی دکان پر گزارتا اور اُس سے مختلف دواؤں کی خاصیتوں پر بات چیت کرتا جس کے باعث اُسے دواؤں اور دوا سازی سے دلچسپی پیدا ہو گئی جو طب کی تعلیم کی طرف پہلا قدم تھا۔

اُنہی دنوں ایک ایسا واقعہ پیش آیا جس نے اُس کی زندگی کے دھارے کو موڑ دیا کیمیا گری کے دَوران آگ کو پھونکیں مارتے مارتے اُسے آشوب چشم کی شکایت ہو گئی۔ وہ علاج کے لئے ایک طبیب کے پاس گیا جس نے اُس سے کافی رقم

بطور فیس وصول کرلی۔ رازی نے دل میں سوچا کہ "اصل کیمیا گری تو یہ ہے نہ کہ وہ جس میں میں سر کھپاتا ہوں"۔ اس کے بعد اس نے طب کی تعلیم حاصل کرنے اور طبیب بننے کا فیصلہ کرلیا۔ اس زمانے میں طب اور فلسفہ لازم و ملزوم سمجھے جاتے تھے اسلئے رازی نے "رے" کے مقامی استادوں سے فلسفے اور طب کی تعلیم حاصل کی اور پھر اس تعلیم کی تکمیل کیلئے بغداد روانہ ہوگیا۔ بغداد میں اس وقت نامور مصنف علی بن ربن طبری بقید حیات تھا۔ رازی نے اس کے آگے زانوئے تلمذ تہہ کیا اور اس بزرگ استاد سے طب کے تمام رموز سیکھے۔ علی بن ربن نے بھانپ لیا تھا کہ رازی اس کے عام شاگردوں کی طرح نہیں ہے بلکہ اس میں ایسی صلاحیتیں موجود ہیں جن کے باعث وہ ایک روز آسمانِ حکمت کا درخشندہ ستارہ بنے گا۔ اسلئے اس نے اس جوہر قابل کو چمکانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ علی بن ربن ایک طویل عرصہ تک شاہی طبیب کے منصب پر فائز رہ چکا تھا اسلئے اس کے دیئے ہوئے سرٹیفکیٹ رازی کے بہت کام آئے۔ چنانچہ علی بن ربن کی وفات کے کئی سال بعد جب "رے" کے شفاخانے کے اعلیٰ افسر کی جگہ خالی ہوئی تو رازی کا تقرر اس عہدے پر عمل میں آیا۔ یہاں رازی کے لئے اپنی طبی تحقیقات کو عملی جامہ پہنانے کا عمدہ موقع میسر آیا۔ شفاخانے میں ہر قسم کے مریض آتے تھے جن میں سے بعض پیچیدہ اور مشکل سے سمجھ میں آنے والے امراض میں مبتلا ہوتے۔ رازی ان کے حالات سنتا، غور و فکر سے ان کے مرض کی تشخیص کرتا، ان کے لئے نسخہ لکھتا اور پھر اپنی تجویز کردہ دواؤں کے اثرات کا مطالعہ کرتا۔ ساتھ ہی ساتھ وہ یہ تمام امور اپنی بیاض میں قلم بند کرتا جاتا۔

سنہ ۹۰۳ء میں سامانی حکومت کے قیام کے بعد منصور بن اسحاق بن احمد کو "رے" کا گورنر مقرر کیا گیا۔ منصور نے حکومت کی عنان ہاتھ میں لیتے ہی "رے" کے شفاخانے کو وسعت دینے کا منصوبہ بنایا اور رازی کو "رے" میں آنے کی دعوت دی۔ رازی قدرتی طور پر "رے" کے ساتھ گہرا لگاؤ رکھتا تھا کیونکہ وہ اس کا آبائی وطن تھا اس لیے اس نے منصور کی یہ دعوت قبول کرلی۔ سنہ ۹۰۴ء میں وہ بغداد سے "رے" آیا اور دوسری بار یہاں کے شفاخانے کا افسرِ اعلیٰ مقرر ہوا۔ رازی لمبا عرصہ سے اپنے مطالعے اور ذاتی تجربے کی بنا پر جو یادداشتیں تحریر کئے جاتا تھا اس نے ان یادداشتوں کی مدد سے علم طب پر اپنی پہلی عظیم کتاب مرتب کی اور اپنے مربی منصور بن اسحاق کے نام پر اس کتاب کا نام "منصوری" رکھا۔

"منصوری" کی تالیف سے رازی کی شہرت تمام عباسی سلطنت میں پھیل گئی اور اسے اپنے عہد کا سب سے بڑا طبیب سمجھا جانے لگا۔

۹۰۲ء میں بغداد کے مرکزی شفاخانے میں جو اُس زمانے میں عالم اسلام کا سب سے بڑا شفاخانہ تھا اُسے افسر الاطباء کا عہدہ پیش کیا گیا۔ اُسی سال "رے" میں رازی کے مربی منصور بن اسحاق کا زمانہ حکومت ختم ہو گیا تھا اسلئے رازی نے اس عہدے کو خوشی سے قبول کر لیا اور تیسری بار ایک جلیل القدر منصب پر فائز ہو کر بغداد میں آیا اور اس عہدے پر چودہ سال تک متمکن رہا۔ یہ تمام مدت اُس نے عام معالجات کے علاوہ طبی تحقیقات اور تصنیف و تالیف میں گزاری۔ اُس کی سب سے بڑی کتاب جو "حاوی" کے نام سے مشہور ہے اسی زمانے میں مکمل ہوئی۔ اسکے علاوہ اس نے بہت سی کتابیں لکھیں جن میں "ملوکی" اور "برء الساعۃ" قابلِ ذکر ہیں۔

رازی فنِ طب اور علم العلاج کے اصول سے پوری طرح آگاہ تھا۔ پیچیدہ بیماریوں کے مریضوں کے علاج میں وہ ذاتی اجتہاد سے کام لیتا تھا اور اپنے علاج کی روشنی میں نئی نئی راہیں نکالتا تھا۔ ان تمام تجربات اور اُن کے نتائج کو اپنی شہرۂ آفاق کتاب "حاوی" میں قلمبند کرتا جاتا تھا۔ اس طرح اِس نادر تصنیف نے ایک عظیم طبی انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت حاصل کر لی۔

کبھی کبھی رازی بعض امراء کے بلاوے پر دوسرے شہروں میں جاتا تھا جہاں لوگ نہایت شاندار طریقے سے اُس کا خیر مقدم کرتے تھے۔ چنانچہ اُس نے خود لکھا ہے کہ ایک بار امیر خراساں نے اپنے علاج کے لئے اُسے دعوت دی۔ اثنائے راہ میں ایک مقامی رئیس کو جب اُس کی آمد کی اطلاع ہوئی تو اُس نے آگے بڑھ کر بڑے احترام سے اُس کا استقبال کیا، اُسے چند روز اپنے گھر میں ٹھہرایا اور اُس کی بہت خاطر مدارات کی۔

رازی کو کیمیا گری یعنی دھاتوں کو سونے میں تبدیل کرنے کی جو لت آغازِ جوانی میں پڑ گئی تھی وہ طب کا پیشہ اختیار کرنے کے بعد بھی نہ گئی چنانچہ وہ پارے اور تانبے کو سونے میں تبدیل کرنے کی کوشش میں ہمیشہ اپنی فرصت کے لمحات صرف کرتا رہا لیکن یہ ایک سعی لاحاصل تھی اسلئے جب بھی اس نے سونا بنانے کا دعویٰ کیا اس کو ناکامی کی خفت اُٹھانی پڑی۔ البتہ ایک اور نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو یہ کوشش اصل مقصد میں ناکام ہونے کے باوجود دیگر مقاصد میں بڑی نتیجہ خیز نکلی۔ یعنی اس سے سونا تو نہ بن سکا مگر کیمیا میں جو ایک مستقل سائنس ہے اُس نے ایسے انکشافات کئے جو سونے سے زیادہ بڑھ کر تھے۔ چنانچہ یہ بات وثوق کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ جابر بن حیان کے بعد محمد زکریا رازی اسلامی دور کا دوسرا بڑا کیمیا دان تھا۔ اُس نے کیمیا پر جو کتابیں اور رسالے لکھے اُن کی تعداد اکیس ہے۔ رازی کی طبی تصنیفات کی تعداد ایک سو سے زائد ہے۔

رازی سے پہلے اور اُس کے بعد بھی اکثر

کیمیاگروں کا دستور یہ تھا کہ وہ کیمیائی عملوں کو پردۂ راز میں رکھنے کی بڑی کوشش کرتے تھے۔ اور عام اشیاء مثلاً دھاتوں کو عجیب و غریب ناموں سے پکارتے تھے جس سے اُن کی تحریریں چیستان بن جاتیں لیکن رازی نے ایک حقیقی سائنسدان کی حیثیت سے اس طریقے سے اجتناب کیا اور کیمیا پر جو کچھ لکھا عام فہم زبان اور صاف انداز میں لکھا۔ رازی نے کیمیائی مادوں کو جمادات، نباتات اور حیوانات میں تقسیم کیا اور اس طرح غیر نامیاتی (INORGANIC) اور نامیاتی کیمیا (ORGANIC) کی ترقی کا راز کھول دیا۔ رازی نے بہت سی اشیاء کا وزنِ مخصوص (SPECIFIC GRAVITY) معلوم کیا اور اس مقصد کے لئے ایک خاص قسم کا ترازو ایجاد کیا جس کا نام "میزانِ طبعی" رکھا۔ موجودہ زمانے میں ایسے ترازو کو ماسکونی ترازو (HYDROSTATIC BALANCE) کہتے ہیں۔

اپنی عمر کے آخری دس سال رازی نے رَے میں گزارے جہاں وہ بغداد کی سرکاری ملازمت سے سبکدوش ہو کر آ گیا تھا۔ لیکن یہاں اُسے ایک ابتلاء سے دوچار ہونا پڑا۔ اُس کی بینائی روز بروز کم ہوتی گئی اور آخر کار وہ بالکل نابینا ہو گیا۔ اندھے پن پر بڑھاپا مستزاد تھا۔ اسی حالت میں اُس نے ۹۲ سال کی عمر میں ۹۳۲ء میں داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔

ارشاد حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ

حضرت مصلح موعودؓ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں:-

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ بڑی وسعت والا ہے وہ جسے چاہے دولت میں بڑھا دے اور پھر وہ علیم بھی ہے۔ وہ جانتا ہے کہ کن لوگوں کے پاس لوگ سکھ اور آرام پا سکتے ہیں۔ جس کے پاس رہ کر لوگوں کو آرام ملتا ہے اس کو حکومت ملا کرتی ہے۔ یہ امر یاد رکھنا چاہیے کہ ہماری جماعت کے متعلق بھی پیشگوئیاں ہیں کہ اسے دنیوی ترقیات حاصل ہونگی مگر اللہ تعالیٰ دنیوی حکومتیں اسی کو دیتا ہے جس سے لوگ زیادہ سے زیادہ آرام حاصل کر سکیں۔ پس تم بھی اپنے آپ کو زیادہ سے زیادہ نافع الناس وجود بناؤ۔ اگر تمہاری بھی وہی حالت ہو کہ خدا کے بندے تم سے دکھ پائیں تو پھر کوئی وجہ نہیں ہوگی کہ دنیا کی باگ ڈور تمہارے ہاتھ میں دی جائے اور ایک ظالم کو بدل کر دوسرے ظالم کو کھڑا کر دیا جائے۔" (تفسیر سورہ بقرہ)

مرسلہ سردار عبدالحق صاحب شاکر
ربوہ

مکرم سردار رفیق احمد صاحب
سوسائٹی - کراچی

کیا بہتر ہے؟ بے ہنگم جسم یا خوبصورت سڈول انسان

اس موضوع پر لکھنے کی ضرورت اس وجہ سے پیش آئی کہ پچھلے دنوں ایک ایسی جگہ پر جانے کا اتفاق ہوا جہاں پر ملکی و غیر ملکی اصحاب موجود تھے۔ موقع کی مناسبت کے لحاظ سے پیراکی کا پروگرام بھی بن گیا۔ اب جو مختلف شکلیں سامنے آئیں تو اس کہاوت میں کچھ شک نظر آنے لگا کہ اگر گدھے کو سوٹ پہنا دیا جائے تو وہ گدھا ہی رہتا ہے۔ انسان حیران نہیں تو پریشان ضرور ہو جاتا ہے کہ لباس سے انسان اپنی اصلی ہیئت میں اس قدر تبدیلی کر سکتا ہے۔ معاملہ کچھ یوں تھا کہ اپنے ہموطنوں کے اجسام کچھ اس قسم کے تھے کہ یا تو بید مجنوں اور یا پھر مونگ پھلی کے لفافے کی طرح پھولے ہوئے۔ متناسب جسم کے مالک اصحاب چند ایک ہی تھے مگر وہ بھی قدرتی عطیہ تھا۔ ذاتی کوشش نہ تھی کیونکہ انکی مچھلیوں کی بناوٹ نظر نہیں آتی تھی۔ چند ایک سوکھے ہوئے حضرات تھے اور چند ایک ایسے حضرات تھے جو کہ اتنی بڑی بڑی توندیں اٹھائے پھرتے تھے کہ اُن کو لکھنے کے لئے شاید میز کی ضرورت ہی نہ پڑتی ہو۔ اس کے مقابلہ میں غیر ملکی حضرات ـــــ مجھے کہنے دیجئے کہ اُن کے اجسام قدرے متناسب قسم کے تھے۔ ایک یا دو شخص ایسے ہوں گے جو بے ڈھنگے جسم کے مالک تھے۔ خیران کو جانے دیجئے ممکن ہے وہاں پر لوگ ہی ایسے پہنچ گئے ہوں جو غیر متناسب جسم کے مالک تھے مگر ملک کے باقی حصّوں میں یقیناً آپ کو روزانہ ایسے اشخاص نظر آتے ہوں گے جو غیر متناسب جسم کے مالک ہوں۔ ممکن ہے انکی تعداد ۵۰ فیصد ہو، ممکن ہے ۲۰ فیصد ہو۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اگر یہ تعداد ۱۰ فیصد بھی ہو تو کیوں

ہو؟ کیوں نہ ایسی تدابیر اختیار کی جائیں کہ یہ صورت
پیدا ہی نہ ہو؟ بعض کہتے ہیں کہ یہ زمانہ دماغ کا زمانہ
ہے۔ آجکل جسم کی بناوٹ پر زیادہ زور نہیں دیا جاتا۔
یہ باتیں اُس وقت کی تھیں جبکہ تلواروں اور تیر کمانوں کا
زمانہ تھا۔ ان کا اعتراض درست، مگر کیا اپنے جسم
کو اتنی ہی چھوٹ دے دینی چاہیئے کہ وہ جہاں سے
چاہے بڑھنا شروع کر دے اور بڑھتا ہی رہے۔
یا جہاں سے چاہے کمزور ہونا شروع کر دے اور
ہوتا ہی چلا جائے؟ حاشا ثم حاشا۔ اچھا جسم۔ اچھی
صحت اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔ اور یہ تبھی ممکن ہے
جب انسان اپنے جسم کی بناوٹ میں دھیان دے
اور اس کی نشوونما میں دلچسپی لے۔

خاکسار کو یاد ہے کہ حضرت امیر المومنین
ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کچھ عرصہ قبل جماعت
کے نوجوانوں اور اطفال کو اچھی صحت رکھنے کی
طرف توجہ دلائی تھی۔ قرآن کریم میں حضرت موسےٰ
علیہ السلام کی دو صفات بیان ہوئی ہیں (۱) القوی
(۲) الامین۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت
کے نوجوانوں کو ان صفات کے اپنانے کی طرف توجہ
دلائی تھی۔ یعنی جس طرح موسیٰؑ بہادر اور طاقت ور
تھے اسی طرح ہم لوگ بھی بنیں اور اس کے ساتھ
امین بھی۔ آئندہ سطور میں خاکسار نوجوانوں کے
قوی بننے کے لئے کچھ بیان کرے گا۔

قوی بننے کے لئے ایک نوجوان کو کم از کم
تین دو چیزوں سے گزرنا ہوگا۔ پہلی یہ کہ اپنے [illegible]
جسم کو ورزش کے ذریعہ ٹھوس بنانا ہوگا۔ دوسرا
یہ کہ ٹھوس جسم کو مختلف اقسام کی ورزشوں سے ایسے
جسم میں تبدیل کرنا ہوگا جس سے جسم کی شکل بن جائے
یعنی مچھلیوں کی بناوٹ کے آثار صاف ظاہر ہونے
لگیں۔ اور تیسرا یہ کہ اس مچھلی دار جسم کے ساتھ چند
ایک خاص ریاضتیں کی جائیں جو انسان کے لئے
مختلف حالات میں ممد ثابت ہوں۔

الغرض اچھے جسم کی بناوٹ کے لئے
ورزش ایک بنیادی چیز ہے۔ جانوروں کو ہی دیکھ
لیں آپ کو کوئی جانور معمول سے زیادہ موٹا یا بھدہ
نظر نہ آئے گا۔ مرغیاں غذا کھاتی ہیں تو ادھر ادھر
پھرتی بھی رہتی ہیں، مٹی میں نہاتی ہیں، دھوپ میں
بیٹھتی ہیں، اُڑتی پھرتی ہیں۔ ان میں غیر معمولی موٹی
مرغی ملنی محال ہے۔ یہی حال گھوڑے، ہرن، بیل،
گائے اور دوسرے جانوروں کا ہے۔ بھینس اگر
ہم کو موٹی لگتی ہے تو یہ اس کا قدرتی جسم ہے۔ اسی
کو اس کے خاندان میں رکھ کر دیکھیں تو اس کا جسم
غیر معمولی موٹا نظر نہیں آئے گا۔ القصہ یہ کہ اگر جانداروں
میں سے کوئی جاندار اس مرض کا شکار ہوا ہے تو
وہ انسان ہے۔ یہ انسان ہی ہے کہ جو ورزش سے
جی چرا کر اپنے جسم کو بھدا بنا لیتا ہے۔ یہ درست ہے
کہ ایک سر ہزار سودا۔ ایک شخص کو ہزاروں کام ہوتے
ہیں ورزش کے لئے وقت کہاں سے لائے لیکن اگر
کوئی یہ سمجھے کہ وہ ورزش کئے بغیر ہی صحت کے لحاظ
سے بسم اللہ کے گنبد بن بیٹھے جائیں گے تو یہ محض خوش فہمی

ہے۔ آخر اتنے بڑے انعام کے لئے کچھ وقت تو ضرور درکار ہے۔ اور اگر انسان اپنے روزمرہ کے معمول پہ نظر ڈالے تو کہیں نہ کہیں، کسی نہ کسی طریق سے ضرور ایسے لمحات میسر آجائیں گے جن کو وہ ذرا سی تکلیف سے ورزش کے لئے وقف کر سکتا ہے۔ اور پھر ورزش اتنی نقصان دہ چیز تو نہیں کہ انسان اس کو اپنانے سے ہچکچائے۔ جہاں تک مصروفیت کا تعلق ہے وہ تو اس وقت تک رہے گی جب تک کہ سانس باقی ہے۔ ویسے اگر انسان کا بس چلے تو وہ رفع حاجت پر بھی وقت ضائع نہ کرے لیکن اگر ادھر وقت نکل سکتا ہے تو ورزش کے لئے بھی وقت ضرور نکل سکتا ہے مگر وقت کے لئے اتنی تگ و دو کی ضرورت نہیں۔ آپکے سامنے چند ایک ایسی ورزشیں بھی آجائیں گی جن کے کرنے سے آپ کے کام میں حرج بھی نہ ہو گا اور ورزش بھی ہو جائے گی۔

پیدل چلنا

گھبرائیے نہیں۔ مَیں آپ کو محض ورزش کرنے کی نیت سے پیدل چلنے کو نہیں کہوں گا۔ کیونکہ آپ کے پاس وقت نہیں ہے مگر آپ کو گھر سے دفتر یا سودا سلف لانے کے لئے یا کسی کو ملنے کے لئے تو پیدل چلنا ہی پڑے گا۔ اگر آپ کے پاس اللہ تعالیٰ کے فضل سے گاڑی ہے تو بھی آپ کو نزدیک جگہوں پہ بغیر گاڑی کے جانا ہو گا۔ اگر یہ نہیں تو دفتر میں بھی ادھر سے اُدھر پیدل ضرور چلنا پڑے گا۔ تجربہ کار لوگ کہتے کہ ایک نوجوان کم از کم تین میل یومیہ پیدل چلنا چاہیئے۔ جو لوگ اس سے زیادہ چل سکتے ہیں یا چل لیتے ہیں اُن کو اس سے زائد فائدہ ہو گا۔ خاص طور پر ہمارے وہ بھائی یا بزرگ جو دیہاتوں میں رہتے ہیں اُن کے لئے تین میل چلنا تو معمولی بات ہے۔ بہر حال کم از کم تین میل ضرور چلنا چاہیے۔ اس سے ٹانگوں کی مچھلیاں صحیح صورت میں بنتی ہیں۔ ساتھ ہی پیٹ کی مچھلیاں بھی بن جاتی ہیں پسینہ بھی خوب کھل کر آتا ہے۔ دَورانِ خون تیز ہو جاتا ہے اور جسم خوب کھُل جاتا ہے۔

یہ تو ہوا عام قسم کا پیدل چلنا۔ اگر اس میں ذرا سی تبدیلی کر لی جائے تو نتیجہ بہت مفید نکل سکتا ہے۔ یعنی اگر صبح کے وقت انسان باہر نکل جائے، ننگے پاؤں یا ٹینس شوز پہن کر، اور تھوڑا فاصلہ اس طرح طے کرے کہ پہلے پَیر کی انگلیاں زمین کو لگیں۔ پھر تھوڑا فاصلہ اس طرح طے کرے کہ پہلے ایڑی زمین کو لگے تو اس طرح پَیر کی شکل بھی قائم رہتی ہے اور دَورانِ خون تیز ہو جاتا ہے۔ ٹانگ کے پٹھوں پر بھی اچھا اثر پڑتا ہے۔ شروع شروع میں پچاس گز تک چلیں۔ یعنی پچاس گز جانا اور پچاس گز واپس آنا۔ اگر اس سے زیادہ چلا جائے تو ٹانگوں میں بہت درد ہو گا۔ رفتہ رفتہ اس فاصلے کو بڑھاتے رہیں۔ اس قسم کی چال کو انگریزی میں JOGGING کہتے ہیں۔ اردو میں اس کا نعم البدل نہیں ہے اسلئے اس کو JOGGING ہی بولا جاتا

ہے۔ اس قسم کی چال کے لئے انسان کو گھر سے باہر جانے کی بھی کوئی خاص ضرورت نہیں۔ اگر باہر نکل جایا جائے تو بہت اچھی بات ہے۔ دوسری یہ بات کہ یہ ورزش ہفتہ میں تین دن سے زائد نہیں کرنی چاہیئے اور وہ بھی ایک دن کے ناغہ کے ساتھ۔

—— چھوٹے بچوں کو ریت میں ننگے پاؤں کھیلنے دینا چاہیئے۔ ہر وقت جوتے پہننا ان کے لئے مفید نہیں ہے۔ اس طرح ان کے پیر کی صحیح بناوٹ ہوتی ہے۔ دوسرے ان کو جوتا اس قسم کا لیکر دینا چاہیئے جس کو پہن کر وہ آسانی سے دوڑ بھاگ سکیں۔ ایسے بوٹ نہ بچوں کو پہننے چاہئیں نہ بڑوں کو جو پنجوں سے تنگ ہوں۔ پنجوں کے ارد گرد اور انگوٹھے کے سامنے اور اوپر سے جوتا کھلا ہونا چاہیئے تاکہ چلتے وقت پاؤں کی رگوں اور شریانوں پر کسی قسم کا دباؤ نہ پڑے نیز پاؤں کی خوبصورتی بھی قائم رہے۔

اس قسم کی چال کے علاوہ ایک اور چال بھی ہے۔ اس میں آپ کے پاؤں کی اُٹھان ایسی ہونی چاہیئے کہ ایک قدم دوسرے قدم کی بالکل سیدھ میں آنا چاہیئے۔ جس طرح ایک شخص ریلوے لائن پر چلے تو قدم سیدھ میں آتے ہیں۔ بالکل اسی قسم کی چال مگر ہموار زمین پر۔ اس کیلئے بھی فاصلہ میں اضافہ بتدریج ہونا چاہیئے اور اس قسم کی ورزش کے لئے صبح کا وقت مفید ہے۔ جب اس قسم کی چال میں مہارت ہو جائے تو لوگ ایک مقررہ وقت میں ایک مقررہ جگہ پہنچنے کے لئے تیز تیز چلتے ہیں۔ یہ بہت مفید ہے اس سے رانوں اور سرین کے پٹھے مضبوط ہوتے ہیں۔ موٹے آدمیوں کو یہ ورزش ضرور کرنا چاہیئے۔ اس سے اگرچہ ان کی چربی فوری طور پر کم نہیں ہوگی مگر وہ اپنے پٹھوں میں مضبوطی ضرور محسوس کریں گے۔

پاؤں کی خوبصورتی کی بات چلی ہے تو لگے ہاتھوں ناخنوں کے بارے میں بھی سن لیں۔ یہ عموماً دیکھنے میں آیا ہے کہ بیشتر لوگ ایسے ہیں جو پاؤں کے ناخنوں کے بارے میں لاپرواہ ہیں نتیجۃً ان کے ناخن اس قدر بھدے بن جاتے ہیں جیسے کوئی پھوڑا نکل آیا ہو۔ اگر ان کے پاؤں کے ناخنوں پر کسی ہتھیار سے چوٹ آگئی ہو تب تو وہ معذور ہیں لیکن اگر ایسی کوئی بات نہیں تو پھر ایسے ناخنوں کو دیکھ کر یقیناً افسوس ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کو ایک نظر بچوں کے ناخنوں کی طرف بھی دیکھ لینا چاہیئے کہ ان کے ناخن کس قدر صاف اور خوبصورت ہوتے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ بعض اشخاص کی مصروفیات اور کام کی نوعیت اس طرح کی ہوتی ہے کہ ان کے ناخن متاثر ہوتے ہیں۔ ان کے لئے جہاں تک ممکن ہو احتیاط لازم ہے۔ ناخنوں کی صحت کے بارے میں کوئی زیادہ محنت کی ضرورت نہیں۔ کام کے بعد ان پر ویزلین لگالیں۔ اگر وہ میسر نہ ہو تو سرسوں کا تیل ہی لگالیں۔ اگر اس سے اچھے قسم کے تیل مل سکیں تو بہتر ہے۔ مراد یہ ہے کہ ناخن کی سطح پر تیل کی تہہ رہے جو کہ اس کی سطح کو کھردرا ہونے سے بچائے رکھے۔ ہفتہ میں

ایک مرتبہ ناخن کاٹ لینے چاہئیں۔ ناخن کاٹنے کا بہترین موقعہ اُس وقت ہوتا ہے جب نہا کر پاؤں وغیرہ دھولئے جائیں۔ اس وقت ناخن نرم ہوتے ہیں اور آسانی سے کاٹے جا سکتے ہیں۔ کئی لوگوں کے ناخن کونوں پر سے گوشت میں دھنسے ہوئے ہوتے ہیں۔ ان کے لئے بعض لوگ کہتے ہیں کہ نہیں کاٹنا چاہیئے جبکہ خاکسار کا خیال ہے کہ ضرور کاٹ دینے چاہئیں۔ کیونکہ کونے کاٹ دینے کی وجہ سے اس حصّہ کے گوشت کو بڑھنے کا موقعہ ملتا ہے اور پھر ناخن گوشت کے اندر نہیں دھنستے۔ دراصل اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ جُوتے کی چونچ بہت تنگ یا قدرے تنگ ہوتی ہے جس سے کہ ناخن اور گوشت پر بوجھ پڑتا ہے۔ یہ بات بھی علم میں آئی ہوگی کہ ہاتھ کے ناخن پاؤں کے ناخنوں سے خوبصورت ہوتے ہیں۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ پاؤں کے ناخنوں کی طرف سے لاپرواہی برتی جاتی ہے۔ دوسرا یہ کہ پاؤں کے ناخنوں کو اتنی احتیاط سے نہیں دھویا جاتا جتنا ہاتھ کے ناخنوں کو۔ پاؤں کو دن میں ۵۔۶ مرتبہ ٹھنڈے پانی سے دھونا چاہیئے اور ایک مرتبہ گرم پانی سے دھو کر ٹھنڈا پانی ڈال دینا چاہیئے۔

بعض لوگوں کے پاؤں میں سے ناقابلِ برداشت بُو آتی ہے۔ اگر کسی محفل میں جا کر وہ جُوتا اتار دیں تو بیٹھنا دشوار ہو جاتا ہے۔ اگر بس میں جا رہے ہوں اور وہ جُوتے سے پاؤں باہر نکالیں تب بھی بُو پھیل جاتی ہے۔ ایسے لوگوں کو اوّل یہ بات مدِنظر رکھنی چاہیئے کہ بُو سے دوسرے لوگوں پر کوئی اچھا اثر نہیں پڑتا بلکہ اُلٹا اُن کے خلاف ردِ عمل پیدا ہوتا ہے۔ بعض بلکہ اکثر لوگ تو ازراہِ مروّت ایسے اشخاص سے کچھ نہ بولیں گے لیکن چند ایک ایسے لوگ بھی ہو سکتے ہیں جو اُن کے مُنہ پر کہہ دیں کہ بھئی پاؤں دھو کر آؤ کیوں باقی لوگوں کے لئے سانس لینا دشوار کر رہے ہو۔ ایسے وقت میں اس شخص کی پھر کیا عزت رہ جائے گی؟ اسلئے یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہیئے کہ ایسا موقعہ ہی پیدا نہ ہو۔ اگر آپ کی جرابیں گندی ہیں تو اُن کو پہلے ہی دھو لینا چاہیئے۔ اگر صابن نہ ملے تو پانی سے ہی کئی مرتبہ دھو ڈالیں۔ لیکن اگر بھول کر نہ دھوئی جا سکیں تو پھر پاؤں سے جُوتا مت اُتاریں۔ لیکن اگر جُوتا اُتارنا ضروری ہو تو پھر جراب بھی اُتار دیں اور پاؤں کو دھو ڈالیں لیکن اگر پانی بھی میسّر نہ ہو اور جُوتا اُتارنا بھی ضروری ہو تو پھر جرابیں اُتار کر چند منٹ کھُلی فضا میں پھیر لیں۔ تاکہ پاؤں کی بُو اُڑ جائے لیکن یاد رہے کہ اس سے بُو پوری طرح ختم نہیں ہوگی البتہ کافی حد تک کم ضرور ہو جائے گی ـــــ لیکن بہترین طریق یہ ہوگا کہ بُو پیدا ہی نہ ہونے دی جائے اور اس کے لئے بُو پیدا کرنے والے اسباب پر غور کرنا چاہیئے۔ ممکن ہے آپ کے جُوتے میں چمڑا ہی ایسا ہو جو گیلا ہونے پر بدبُودار ہو جائے۔ ممکن ہے آپ کے جُوتے میں کہیں سوراخ ہو جس سے مٹی اُڑ کر آپ کی جرابوں

کے اندر سے ہوتی ہوئی آپ کی انگلیوں کے پسینہ
سے مل کر بُو پیدا کر رہی ہو۔ اِن عوامل کے علاوہ
آپ کو چاہیئے کہ آپ یہ تہیّہ کر لیں کہ
کسی نہ کسی طرح یہ بدبُو ختم کرنا ہے۔ اس سلسلہ میں
یاد رکھیں کہ اگر آپ کے پاؤں سے بُو آتی ہے تو یہ
ایک کمزوری ہے اور آپ اپنی کمزوری دوسروں
پر کیوں ظاہر کرتے ہیں اور اس طرح دوسروں کیلئے
تضحیک کا موجب بنتے ہیں۔ دوسری یہ بات کہ آپ
یقین رکھیں کہ یہ بُو آپ کا پیچھا چھوڑ سکتی ہے۔
اس کے لئے جیسا مَیں کہتا ہوں اگر آپ ویسا ہی
کریں گے تو یقیناً پاؤں کی بُو ایک ہفتہ میں ختم ہو سکتی
ہے انشاء اللہ۔ آپ اپنے جُوتے کا ایسا انتظام
کریں کہ اس میں سے مٹی اُڑ کر آپ کے پاؤں تک
نہ پہنچ سکے۔ اگر سوراخ وغیرہ ہو تو اس کی مرمت
کروائیں۔ اگر فی الفور مرمت نہ ہو سکتی ہو تو کوئی
چمڑے کا ٹکڑا یا گتّہ ہی مناسب طور پر کاٹ کر
رکھ لیں اور سوراخ بند کر لیں۔ جراب ہمیشہ دھو کر
پہنیں۔ جراب پہننے سے پہلے پاؤں کو دھو کر خشک
کر کے جراب پہنیں اور اگر کوئی خوشبودار پوڈر میسّر
ہو تو انگلیوں کے درمیان ضرور چھڑک لیں۔ پھر
جُوتے کے اندر بھی پوڈر چھڑک لیں۔ صرف ان
احتیاطوں کو اگر آپ ایک ہفتہ بلاناغہ عمل میں لائیں
تو انشاء اللہ بدبُو دُور ہو جائے گی۔ اس کے بعد
بھی اگر بُو ہو تو یہ عمل جاری رکھیں۔ البتہ بعد میں
پوڈر وغیرہ کی ضرورت نہیں رہے گی۔ پھر عام
حالات میں جبکہ بُو ختم ہو جائے تو جرابوں کو دھوتے
رہنا چاہیئے۔

آمدم برسرِ مطلب۔ بات چلنے کی ہو رہی تھی۔ پیدل
چلنا ایک ایسا قدرتی عمل ہے کہ لوگ اس کے بارے
میں سوچتے بھی نہیں۔ حالانکہ اِس بارے میں ضرور
سوچنا چاہیئے کیونکہ یہ نہ صرف روزمرّہ زندگی کی
بنیاد ہے بلکہ ہر کھیل، مشغلہ اور تفریح میں یہ لازمی
امر ہے۔ بعض اوقات دَوڑنا بھی پڑتا ہے جو کہ
عام چلنے سے ایک قدم آگے ہے۔ صحت کے لئے
یا صحت قائم رکھنے کے لئے یہ ضروری ہے۔ اسکے
علاوہ پیدل چلنا بذاتِ خود ایک خوشکن تفریح
ہے خواہ تھوڑے فاصلے تک چلنا ہو یا زیادہ
فاصلے تک۔ ایک یا ایک سے زیادہ نوجوان پارٹیاں
بنا کر دَورہ کے لئے نکل پڑتے ہیں جس کے دَوران وہ
اپنی چال، رفتار، فاصلہ اور راستہ میں ٹھہرنے
کے مقامات طے کر لیتے ہیں۔ جامعہ احمدیہ ربوہ کے
طلباء ہر سال اِس طرح کا ایک دَورہ کرتے ہیں۔
اور یہ سَو میل کے لگ بھگ ہوتا ہے (ممکن ہے
اس سے زیادہ بھی ہو۔ خاکسار کو یاد نہیں پڑتا۔)
اِس کے دَوران وہ ضرورت کا ہلکا پھلکا سامان
مثلاً کمبل یا چادر، چھڑی، رسّی، بھُنے ہوئے چنے،
چاقو اور ٹارچ وغیرہ اپنے ساتھ رکھتے ہیں۔ پھر
ایک اَور قسم کی چال ہے جیسا کہ پچھلے دنوں ربوہ میں
منعقد ہوئی کہ صبح کی سیر نوجوانوں نے کی اور مختلف
مناظر ذہن میں بٹھائے اور اُن پر مضمون لکھا جس سے

دوہرا فائدہ ہوا۔

پیدل چلنے کے بھی کئی طریقے ہیں۔ مثلاً یہ طریق بہتر ہوتا ہے کہ پنجوں کو سیدھا رکھا جائے یا ذرا سا اندر کی طرف موڑ کر زمین پر رکھا جائے جیسا کہ تیز طرار اور چاک و چوبند Red Indians کرتے ہیں۔ پھر بھی ہر ایک کا اپنا ہی ایک قدرتی طریق ہوتا ہے اور یہ بہتر ہے کہ اپنے طریق سے ہی برابر چلا جائے بجائے اس کے کہ کسی اور کا طریق اپنایا جائے۔ کوے کو آج تک کہا جاتا ہے کہ ہنس کی چال چلا تھا مگر اپنی بھی بھول گیا۔ ہاں البتہ ایک بات ضرور ہے اور وہ یہ کہ اپنی چال کو پُر وقار بنائیے۔ بے ڈھنگے قدم یا ایسے چلنا کہ دُور سے دیکھنے پر معلوم ہو کہ صرف قدم ہی حرکت کر رہے ہیں باقی جسم میں سے جان نکلی ہوئی ہے۔ یا اپنی چال میں جنس مخالف کی چال کا عنصر غالب پایا جانا یا چلتے وقت بازوؤں کو بالکل حرکت ہی نہ دینا یا گھما دینا تو ایسے جیسے ہاتھی کی سونڈ حرکت کرتی ہے یا ایک بازو کو تو حرکت دینا مگر دوسرا ساکن رکھنا یا دونو بازو ایسے طور پر رکھنا کہ معلوم ہو کہ کندھوں سے دو لکڑیاں باندھی ہوئی ہیں یا چلتے وقت قدم اس طرح رکھنا اور ٹانگوں کو اس طرح خم دینا کہ دُور سے معلوم ہو کہ پنجوں کے نیچے سپرنگ لگے ہوئے ہیں۔ یہ سب خامیاں ہیں جو اگر کسی میں پائی جاتی ہیں تو ان کو دُور کیا جا سکتا ہے۔ ان میں سے ایک عجیب چال وہ ہے جو انسانی ذہن کو اس طرف مائل کر دیتی ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ شاید چلنے والے کے پیر کے نیچے سپرنگ لگے ہوئے ہیں۔ اس کو ضرور دور کرنا چاہیئے۔ اور وہ اس طرح کہ قدم چھوٹے لے جائیں اور یہ دیکھنے کے لئے کہ چال "سپرنگ نما" ہے یا نہیں سامنے کسی دیوار کا اُوپر والا کنارہ دیکھئے یا مکانوں کی چھتیں دیکھئے اگر تو یہ معلوم ہو کہ دیوار کافی حد تک اُوپر نیچے ہو رہی ہے تو سمجھ لیجئے کہ آپ کی چال میں نقص ہے۔ قدم چھوٹے کر دیجئے یا اگر بڑے ہی رکھنے ہیں تو ٹانگیں سیدھی رکھنے کی کوشش کیجئے۔ اس قسم کی چال کو درست کرنے کے لئے کچھ وقت درکار ہے۔ چال درست کرتے وقت یہ بات بھی مدنظر رہے کہ بعض اوقات ایک چال جو مناسب نہ بھی ہو تب بھی بھلی معلوم ہوتی ہے اور وہ اس وجہ سے کہ اس کی شخصیت ایسی ہوتی ہے کہ یہ بات کچھ نامناسب بھی حساب میں نہیں آتا۔ نہ زیادہ تیز چلا جائے کہ جیسے کوئی لٹھ لے کر پیچھے بھاگ رہا ہے اور نہ ہی زیادہ آہستہ کہ دُنیا میں گویا اور کوئی کام ہی نہیں بس یہی فاصلہ طے کرنا ہی کام رہ گیا ہے۔ میانہ روی پسند کی گئی ہے البتہ موقع اور محل کے لحاظ سے آہستہ اور تیز چلنا بھی قابل اعتراض نہیں۔ ایسے لوگوں کی چال کو غور سے دیکھئے جن کی چال اچھی ہو مگر اس کے لئے بھی دماغ سے صحیح فیصلہ کرنا پڑے گا ورنہ عین ممکن ہے آپ اپنی چال بگاڑ بیٹھیں۔

دُنیا میں کئی ممالک میں تیز چلنے کے مقابلے ہوتے ہیں۔ تیز تیز قدم اُٹھائے جاتے ہیں اور بجائے قدم دائیں بائیں پڑنے کے سیدھے رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ بازو تیزی سے ہلائے جاتے ہیں۔ کولھوں کو اس طرح ہلایا جاتا ہے کہ وہ قدم سیدھا پڑنے میں مدد دیتے ہیں۔

مندرجہ بالا سطور سے آپ کے پاؤں، ٹانگ اور کولھوں کے پٹھوں پر خاص طور پر اور پیٹ کے پٹھوں پر عام طور پر اچھا اثر پڑے گا۔ ایک عام احساس تمام جسم میں یہ پیدا ہوگا کہ چُستی آجائے گی۔ اب جسم کے اُوپر والے حصہ پر غور کیجئے یعنی پیٹ پر۔

ایک متناسب جسم کے لئے ضروری ہے کہ پیٹ پر قابو رکھا جائے اور اس کو باہر نہ نکلنے دیا جائے۔ لیکن دیکھنے میں آتا ہے کہ ہمارے ہم وطن اس کی طرف سے قطعی طور پر لاپرواہ ہیں اور پیٹ کو شتر بے مہار کی طرح چھوڑ رکھا ہے۔ پیٹ ایسے معلوم ہوتے ہیں جیسے ان میں دھونکنی سے ہَوا بھری ہوئی ہے۔ ایسے لوگوں کی حالت قابلِ رحم ہوتی ہے۔ بے چاروں کے لئے تیز تیز چلنا اور جلدی سے کام کرنا دوبھر ہو جاتا ہے۔ اس کے باوجود یہ بات دلچسپی سے سُنی جائے گی کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ اس سے شخصیت (Personality) بنتی ہے! الامان والحفیظ۔ جتنا موٹا پیٹ ہوگا اتنی ہی اونچی شخصیت! ہرے پر سُودُرّے ایک تو پیٹ پھولا ہُوا ہوتا ہے دوسرا اس کے اُوپر بُش شرٹ یا قمیص نہیں پہنتے بلکہ پتلون قمیص پہنتے ہیں۔ قمیص شلوار میں تو پھر بھی پیٹ کافی حد تک چھُپ جاتا ہے مگر پتلون قمیص کے ساتھ جس میں کہ قمیص پتلون کے اندر ڈالی ہوتی ہو، پیٹ بُری طرح واضح ہو جاتا ہے۔ چلتے وقت تھر تھر کرتا ہے اور چہرہ مارے مشقت کے سُرخ ہو جاتا ہے، سانس پھول جاتی ہے۔ الغرض ایسے لوگ اگر یہ سمجھیں کہ یہ انکی شخصیت کی تکمیل کے لئے ایک جزو لاینفک ہے تو یہ انکی سخت بھول ہے۔ آپ نے یہ بات تو اکثر سُنی ہوئی ہوگی کہ جتنا موٹا پیٹ اتنی ہی زیادہ بیماریاں۔ جب کبھی ایسے لوگ نظر پڑتے ہیں تو ان کے لئے دل میں ہمدردی کے جذبات پیدا ہوتے ہیں اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ سے ان کی صحت کے لئے دعا مانگی جاتی ہے نیز اپنے لئے بھی دعا نکلتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس فربہ پن سے محفوظ رکھے۔ ...... یہ سطور فربہ پن کے بارے میں محض اسلئے لکھی گئی ہیں کہ ایسے لوگوں کے دل میں یہ بات پیدا ہو جائے کہ آئندہ وہ اپنے پیٹ کے بارے میں محتاط رہیں گے۔ اور نتیجۃً یہ تہیہ کر لیں کہ اگر خدانخواستہ وہ اپنے پیٹوں کو خود قابو میں نہیں کر سکتے تو کم از کم اپنے سے چھوٹوں کو یہ تلقین ضرور کر جائیں کہ وہ اپنے پیٹوں کو نہ بڑھنے دیں ورنہ یقین کیجئے دل میں ان کیلئے ایسا ارادہ قطعاً نہیں کہ کوئی محض ہنسی مذاق کا پیدا ہو۔ ع

شاید کہ تیرے دل میں اُتر جائے میری بات!

(باقی)

مکرم عبدالسلام صاحب اختر ایم۔اے

سفرِ یورپ سے کامیاب واپسی!

مژدہ باد۔ اہلِ چمن قافلہ سالار آیا
پرچمِ ملّتِ احمدؑ کا عَلَمدار۔ آیا
منتظر دیدہ و دل جس کے لئے تھے شب و روز
محفلِ دیدۂ و دل میں۔ وہی دلدار آیا
وادیٔ و کوہ میں گلبانگ سعادت گونجی
کشتِ ویراں کے لئے ابرِ گہر بار۔ آیا
ارضِ تثلیث پہ توحید کا پرچم باندھا
کرکے یوروپ کے مکینوں کو خبردار۔ آیا
چارسُو۔ دولتِ قرآں کے خزینے۔ بانٹے
اپنے دامن میں لئے دولتِ بیدار۔ آیا

خاک کو مائلِ پرواز کیا ہے اُس نے
اک نئے دَور کا آغاز کیا ہے اُس نے

مکرم سلطان احمد صاحب شاہد
مہتمم تربیت مجلس مرکزیہ

اصلاحِ نفس اور قربِ الٰہی کے حصول کا بہترین ذریعہ

رمضان المبارک

رمضان المبارک جو بے پناہ برکتوں اور رحمتوں کا مہینہ ہے اور بے شمار فضائل اور خوبیوں کا حامل ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شروع ہو چکا ہے۔ اس مہینے کی فضیلت کلام الٰہی اور ارشادات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں نہایت وضاحت کے ساتھ بیان کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے:-

"شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْ أُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ"

رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس کے بارہ میں قرآن کریم نازل کیا گیا ہے۔ وہ قرآن جو تمام انسانوں کے لئے ہدایت بنا کر بھیجا گیا ہے۔ اور جو کھلے دلائل اپنے اندر رکھتا ہے۔ ایسے دلائل جو ہدایت پیدا کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی قرآن میں الٰہی نشان بھی ہیں"

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:-

كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصِّيَامَ فَإِنَّهُ لِيْ وَأَنَا أَجْزِيْ بِهٖ (صحیح بخاری)

انسان کے سب کام اس کے اپنے لئے ہیں مگر روزہ میرے لئے ہے اور میں خود اس کی جزا بنوں گا یعنی اس نیکی کے بدلہ میں اسے اپنا دیدار نصیب کروں گا۔"

روزے کی فضیلت کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

"قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے روزے دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری سے بھی زیادہ پاکیزہ اور خوشگوار ہے۔ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں مقدر ہیں۔ ایک خوشی اسے اس وقت ہوتی ہے جب

وہ روزہ افطار کرتا ہے اور دوسری
اُس وقت ہوگی جب روزے کی وجہ
سے اُسے اللہ تعالیٰ کی ملاقات نصیب
ہوگی۔" (صحیح بخاری)

اسی طرح بخاری شریف ہی کی حدیث ہے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ:۔
"جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو
جنت کے دروازے کھول دیئے
جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے
بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین
کو جکڑ دیا جاتا ہے۔"

اس مبارک مہینہ میں نفس کی اصلاح، قربِ الٰہی
اور جنت کے حصول کے لئے مندرجہ ذیل امور کو خاص
طور پہ مدنظر رکھا جائے:۔

۱۔ روزہ:۔ خدا تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق
پورا مہینہ رمضان کے روزے رکھے جائیں
کوئی خادم بھی شرعی عذر کے سوا روزہ ہرگز
نہ چھوڑے۔

۲۔ نماز:۔ ان مبارک ایام میں نماز باجماعت
کا خصوصی پروگرام بنایا جائے اور نماز کو
زیادہ سنوار کر پڑھا جائے۔ نماز کی بڑی اہمیت
ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
"اِنَّ اَوَّلَ مَا یُحَاسَبُ بِہٖ
الْعَبْدُ الصَّلٰوۃُ (کنز العمال)
کہ سب سے پہلے جس چیز کا حساب لیا
جائے گا وہ نماز ہے۔"

۳۔ نمازِ تہجد:۔ نمازِ تہجد کا التزام کیا جائے
اس سے پچھلے گناہوں کی معافی ہوتی ہے۔
حدیث شریف میں آیا ہے مَنْ قَامَ رَمَضَانَ
اِیْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ
مِنْ ذَنْبِہٖ۔ (صحیح بخاری) یعنی جو شخص
ایمان کے تقاضے اور ثواب کی نیت سے
(رمضان میں) رات کو اُٹھ کر نماز تہجد پڑھتا
ہے اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

۴۔ قرآن کریم:۔ قرآن کریم کا رمضان المبارک
سے خاص تعلق ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آیت
شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ
الْقُرْاٰنُ میں فرمایا ہے۔

(الف) اس ماہ میں قرآن کریم کی کثرت سے تلاوت
کی جائے اور کم از کم ان مبارک ایام میں
قرآن کریم کا ایک دور ضرور مکمل کریں۔

(ب) قرآن کریم کا ترجمہ اور اس کے علوم سیکھنے
اور سکھانے پر خاص زور دیں۔ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں خَیْرُکُمْ
مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَہٗ (بخاری)
تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن کریم سیکھتا اور
دوسروں کو سکھاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود
علیہ السلام فرماتے ہیں:۔
"حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے
کھولیں اور باقی سب اس کے ظلّ

تھے۔ سو تم قرآن کو تدبر سے پڑھو اور
اس سے بہت ہی پیار کرو۔ ایسا پیار
کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو کیونکہ جیسا کہ
خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ
اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰنِ کہ تمام قسم
کی بھلائیاں قرآن میں ہیں۔ یہی بات
سچ ہے ... تمہاری فلاح اور نجات
کا سرچشمہ قرآن میں ہے۔" (کشتی نوح)

(ج) نماز تراویح میں شامل ہونے کی کوشش
کی جائے اس طرح کلام پاک سننے کا عمدہ
موقع ملتا ہے۔

(د) ان مبارک ایام میں درس قرآن کریم میں
شامل ہو کر استفادہ کیا جائے۔ اہل ربوہ
اس سنہری موقع سے خاص طور پر فائدہ اٹھائیں۔

(س) قرآن کریم زبانی یاد کرنے کے لئے خصوصی
توجہ دی جائے۔ حدیث شریف میں ہے اِنَّ
الَّذِیْ لَیْسَ فِیْ جَوْفِہٖ شَیْءٌ مِّنَ الْقُرْاٰنِ
کَالْبَیْتِ الْخَرِبِ (ترمذی) جس کو قرآن کریم
کا کچھ حصہ بھی یاد نہیں وہ ویران گھر کی طرح ہے۔

۵ - اس مبارک مہینہ میں کم از کم کسی ایک کمزوری
کو ترک کیا جائے اور ہر قسم کی برائی سے
دور رہنے کا عہد کیا جائے۔

۶ - **اخلاق فاضلہ** :- ان مبارک ایام سے
فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے اندر اخلاق
فاضلہ پیدا کئے جائیں۔ ان کے بغیر ایمان
کامل نہیں ہو سکتا۔ حدیث شریف میں آیا ہے
اَکْمَلُ الْاِیْمَانِ اَحْسَنُھُمْ خُلُقًا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان
میں سب سے کامل وہ شخص ہے جو اخلاق
میں سب سے اچھا ہے۔

۷ - **ذکر الٰہی** :- ان مبارک ایام میں ذکر الٰہی
پر خاص زور دیا جائے۔ کثرت کے ساتھ درود
شریف کا ورد کیا جائے۔ دن رات، اٹھتے
بیٹھتے، سوتے جاگتے ہر وقت خدا تعالیٰ کی
تسبیح و تحمید اور استغفار کیا جائے۔ اس طرح
خیالات پراگندہ ہونے سے محفوظ رہیں گے۔
خدا اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے
غیرت اور محبت پیدا ہو گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"میرے نزدیک تو استغفار سے
بڑھ کر کوئی تعویذ، حرز اور کوئی احتیاط و
دوا نہیں۔ میں تو اپنے دوستوں کو
کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ سے صلح و موافقت
پیدا کرو اور دعاؤں میں مصروف رہو"
(ملفوظات جلد اول صفحہ ۳۸۵)

ہمارے لئے ضروری ہے کہ رمضان کے ان
مبارک ایام میں اپنے نفس کی کامل اصلاح کی
کوشش کریں۔ نہ صرف خود بلکہ اپنے گھر والوں کو بھی
نوافل اور ذکر الٰہی کی تحریک کریں تاکہ سارا گھر رمضان کی
برکات و فیوض سے معمور ہو جائے۔

مجلس خدام الاحمدیہ کا مرکزی سالانہ اجتماع

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے خدام الاحمدیہ کے نام اہم ارشادات

خطبہ جمعہ شائع شدہ الفضل ۱۰ر ستمبر ۱۹۷۱ء میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جو ارشادات خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع کے بارے میں فرمائے ہیں وہ عہدیداران خدام الاحمدیہ اور خدام کی آگاہی اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تعمیل میں پیش ہیں۔ (خاکسار اللہ بخش شاہد معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

فرمایا:-

۱۔ "عنقریب خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا اجتماع ہونے والا ہے۔۔۔۔ اگرچہ خدام الاحمدیہ کا اجتماع اصلاحِ نفس کی ساری ضرورتوں کو تو پورا نہیں کرتا تاہم یہ ایک حقیقت ہے اور اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ یہ اجتماع نفس کی اصلاح کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے اور بہترین سبق ہے اسلئے احمدی نوجوانوں کو اس طرف پوری توجہ دینی چاہیئے۔"

۲۔ "ابھی تک خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے اجتماع میں جماعتوں کی تعداد کے لحاظ سے بمشکل پچاس فیصد نمائندگی ہوتی ہے۔۔۔۔ باقی پچاس فیصد جماعتوں کے نمائندے اجتماع میں شامل نہیں ہوتے حالانکہ اجتماع کی افادیت کے پیشِ نظر اُن کو بھی شامل ہونا چاہیئے تھا تاکہ اجتماعی اصلاحِ نفس کی جو ذمہ داری ہے اس سے ہم عہدہ برآ ہو سکیں لیکن یہ تو اسی صورت میں ممکن ہے کہ ہمارے احمدی نوجوان اجتماع میں شامل ہوں۔ اگر وہ مرکز میں پہنچیں گے نہیں تو اُن کی اصلاحِ نفس کی اجتماعی کوشش شروع کیسے ہوگی؟"

۳۔ "غرض ہر جماعت کا کم از کم ایک نمائندہ خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع میں ضرور شامل ہونا چاہیئے اجتماع میں ہماری پوری کی پوری جماعت کی نمائندگی ہونی چاہیئے۔"

۴۔ "کسی جگہ اگر ایک یا دو احمدی گھرانے ہوں اُنہوں نے ایک جماعت کی شکل اختیار نہیں کی مگر ہیں بڑے مخلص گھرانے۔ وہ اپنے چندے براہِ راست مرکز میں بھجوا دیتے ہیں وہ جلسہ سالانہ میں بھی شامل ہوتے ہیں۔"

لیکن خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع میں

"میرے خیال میں اکثر یہی ہوتا ہے کہ ان کا کوئی نمائندہ شامل ہی نہیں ہوتا پس تمام جماعتوں کا فرض ہے کہ وہ اِس سلسلہ میں بھی کوشش کریں تاکہ خدام کے اجتماع میں اُن کی نمائندگی سو فیصد تک پہنچ جائے۔"

اہم مرکزی اعلانات

نمائندگان شوریٰ کا انتخاب

حسب سابق امسال بھی سالانہ اجتماع کے موقع پر مجلس شوریٰ منعقد ہوگی۔ قواعد انتخاب درج ذیل ہیں :۔

۱۔ ایسی مجالس جہاں خدام کی تعداد بیس یا بیس سے کم ہے وہاں قائد مجلس عہدہ کے لحاظ سے نمائندہ ہوں گے اگر قائد مجلس خود اجتماع پر نہ آرہے ہوں تو ان کے متبادل نمائندہ کا انتخاب ہوگا۔

۲۔ ایسی مجالس جن میں خدام کی تعداد ۲۰ سے زائد ہے وہاں ایک نمائندہ قائد مجلس ہوگا اور اس کے بعد ۲۰ یا ۲۰ کی کسر پر ایک نمائندہ زائد ہوگا۔ مثلاً ایک مجلس کے خدام کی تعداد ۲۵ ہے تو یہاں کے ۲ نمائندے ہوں گے۔ ایک قائد مجلس اور دوسرے نمائندے کا انتخاب ہوگا۔

نوٹ :۔ جملہ قائدین مجالس کو نمائندگان شوریٰ کے تصدیقی فارم بھجوا دیئے گئے ہیں۔ نمائندگان یہ فارم قائد مجلس سے پُر کروا کر اجتماع پر ساتھ لائیں۔ (معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

خدام الاحمدیہ کے مرکزی سالانہ اجتماع میں شامل ہونیوالے خدام کیلئے ایک ضروری اعلان

خدام الاحمدیہ کا مرکزی سالانہ اجتماع امسال ۲-۳-۴ نومبر ۱۹۷۳ء منعقد ہو رہا ہے۔ اجتماع میں شامل ہونے والے خدام ایک تھیلا ہمراہ لائیں جس میں درج ذیل اشیاء ہوں :۔

قرآن شریف۔ پلیٹ۔ گلاس یا مگ۔ رسی۔ دیاسلائی۔ پنسل۔ سوئی دھاگہ۔ چاقو۔ کاغذ ۳۶″ × ۳۶″ × ۴۸″ کا تکون رومال یا چار انچ چوڑی دو گز لمبی پٹی۔ بھنے ہوئے چنے اور گڑ۔ ایک ٹارچ۔ ایک لاٹھی جس کی اونچائی قریباً ۵½ فٹ ہو۔ (معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

اعلان برائے داخلہ سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ۲-۳-۴ نبوت (نومبر) ۱۳۵۲ھ ربوہ میں منعقد ہو رہا ہے۔ اس میں داخلہ کے لئے کوائف فارم پُر کرنا ضروری ہے۔ تمام مجالس کو کوائف فارم برائے حصول داخلہ بھجوائے جا چکے ہیں۔ خدام یہ فارم پُر کر کے اپنے اپنے قائد یا زعیم کی تصدیق کروا کر اپنے ہمراہ لائیں۔ یہ فارم دفتر

بیرون میں دکھا کر رجسٹریشن ٹکٹ حاصل کرنا ہوگا۔ خدام اس ٹکٹ کو گیٹ پر دکھا کر ہی مقام اجتماع میں داخل ہو سکیں گے۔ دفتر بیرون انشاء اللہ یکم نومبر سے کام کرنا شروع کر دیگا۔ خدام یکم نومبر کو ہی مرکز سلسلہ میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں پہنچ جائیں اور ٹکٹ حاصل کر لیں تاکہ ایام اجتماع میں کسی قسم کی دقت پیش نہ آئے۔

(منتظم بیرون سالانہ اجتماع)

سالانہ اجتماع پر آنے والے خدام کیلئے ضروری ہدایات

ہمارے خدام بھائی جب مرکز سلسلہ میں اجتماع میں شرکت کی غرض سے تشریف لائیں تو ان ہدایات پر عمل کریں:-

۱۔ مقام اجتماع میں پہنچ کر دفتر بیرون سے اپنا ٹکٹ داخلہ ضرور حاصل کر لیں

۲۔ رہائشی جگہ کو مختلف قطعات میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ مقام اجتماع میں قطعات کی تقسیم درج ذیل ہے:-

نام بلاک	مجالس	بلاک لیڈر
۱۔ صداقت	ہوسٹل جامعہ احمدیہ۔ ہوسٹل فضل عمر۔ بورڈنگ ہاؤس دارالعلوم دارالبرکات۔ دارالرحمت شرقی الف۔ شرقی ب۔	محمد اسلم صاحب
۲۔ امانت	دارالصدر شمالی، جنوبی، غربی، شرقی۔ گولبازار حلقہ مسجد مبارک۔ دارالرحمت وسطی۔	رانا عبد الغفور صاحب۔
۳۔ عدالت	دارالیمن شرقی، غربی، وسطی۔ دارالنصر شرقی، غربی، وسطی۔ دارالرحمت غربی فیکٹری ایریا۔ باب الابواب۔	عبد اللطیف خان صاحب
۴۔ سعادت	ریزرو	بشیر احمد صاحب سنوری
۵۔ شجاعت	ضلع سرگودھا۔ ضلع جھنگ	قائد صاحب ضلع سرگودھا
۶۔ دیانت	ضلع لاہور۔ ضلع شیخوپورہ	قائد صاحب ضلع شیخوپورہ۔ نائب: قائد صاحب اسلامیہ پارک
۷۔ قناعت	صوبہ سندھ۔ بہاولپور ڈویژن۔ ملتان ڈویژن۔ بلوچستان	قائد صاحب علاقہ حیدرآباد۔ نائب: قائد صاحب ضلع تھرپارکر
۸۔ اطاعت	پشاور ڈویژن۔ راولپنڈی۔ ڈیرہ اسمٰعیل خان۔ آزاد کشمیر	قائد صاحب ضلع پشاور
۹۔ رفاقت	ضلع سیالکوٹ۔ ضلع گوجرانوالہ	قائد صاحب ضلع سیالکوٹ۔ نائب: قائد صاحب ضلع گوجرانوالہ
۱۰۔ شرافت	لائلپور۔ میانوالی	قائد صاحب ضلع لائلپور۔ نائب: قائد صاحب ضلع میانوالی
۱۱۔ عبادت	ریزرو	
۱۲۔ نیابت	ریزرو	

(منتظم اندرون سالانہ اجتماع)

پروگرام

اکتیسواں (۳۱) مرکزی سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ

منعقدہ ۲-۳-۴ / نبوت ۱۳۵۲ ہش / نومبر ۱۹۷۳ء بمقام ربوہ

پہلا دن - ۲ نبوت - جمعۃ المبارک

صبح ۷-۳۰ تا ۱۱-۰۰ خدام دفتر بیرون مقام اجتماع سے ٹکٹ داخلہ حاصل کریں گے اور دفتر اندرون سے اپنا قطعہ دریافت کرکے خیمے نصب کریں گے۔

۱۱-۰۰ تا ۱۱-۳۰ حاضری - معائنہ صدر محترم

۱۱-۳۰ تا ۲-۴۵ وقفہ برائے طعام و نماز جمعہ و عصر

دوپہر کا کھانا بیرونی خدام دارالضیافت میں کھائیں گے۔ ٹھیک ایک بجے مسجد اقصیٰ میں خطبہ جمعہ شروع ہوتا ہے جمعہ کے معاً بعد خدام مقام اجتماع کی طرف روانہ ہو جائیں گے اور پنڈال میں اپنے اپنے قطعات کی مقررہ جگہ پر بیٹھیں گے۔

۲-۴۵ تا ۳-۰۰ خدام کی حاضری کا جائزہ اور ضروری ہدایات

۳-۰۰ تلاوت قرآن مجید - عہد

افتتاحی خطاب سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

۴-۱۵ تا ۴-۵۵ فٹ بال ۱ - فٹ بال ۲ - کبڈی ۱

۴-۵۵ تا ۵-۱۵ وقفہ برائے تیاری نماز

۵-۱۵ تا ۵-۳۵ نماز مغرب و عشاء

۵-۳۵ تا ۵-۵۰ درس قرآن مجید

۵-۵۰ تا ۶-۵۰ وقفہ برائے طعام (اس دوران سٹیج پر تقریری مقابلہ معیار سوم ہوگا)

۶-۵۰ تا ۷-۵۰ شوریٰ (حسب کمیٹیوں کا تقرر)

۷-۵۰ تا ۸-۵۰ تقریری مقابلہ معیار دوم

۸-۵۰ تا ۱۰-۰۵ مقابلہ قرآن کریم - حفظ قرآن کریم - مقابلہ مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام - تلاوت قرآن کریم کا ابتدائی مقابلہ

۱۰-۰۵ تا ۱۰-۴۰ فائنل مقابلہ تلاوت قرآن کریم

۱۰-۴۰ شب بخیر

دوسرا دن ۔ ۳ نبوت ۔ ہفتہ

۴-۰۰ تا ۴-۳۰ بیداری و تیاری برائے نماز تہجد

۴-۳۰ تا ۵-۰۰ نماز تہجد

۵-۱۵ تا ۵-۳۵ نماز فجر

۵-۳۵ تا ۵-۵۰ درس قرآن مجید

۵-۵۰ تا ۶-۰۰ تمام خدام پنڈال میں ہی قرآن کریم کی تلاوت کریں گے۔

۶-۰۰ تا ۶-۲۰ اجتماعی ورزش

۶-۲۰ تا ۷-۱۰ ناشتہ (اس دوران والی بال ۱، ۲، ۳ اور رسہ کشی ۱، ۲، ۳ کے مقابلے ہوں گے)

۷-۱۰ تا ۷-۲۵ نشانہ غلیل

۷-۲۵ تا ۹-۲۰ ورزشی مقابلے (انفرادی):-

۱۱۰ گز ۴۴۰ گز اور ایک میل کی دوڑیں۔ لمبی چھلانگ۔ اونچی چھلانگ۔ گولہ پھینکنا۔ نیزہ پھینکنا۔ تھالی پھینکنا۔ وزن اٹھانا۔ کلائی پکڑنا

علمی مقابلے:-
مشاہدہ و معائنہ۔ مضمون نویسی۔ تقریر۔ نظمیں زبانی سنانے اور مطالعہ احادیث کا مقابلہ۔

۹-۳۰ تا ۱۰-۱۵ فٹ بال ۳۔ کبڈی ۲۔ کبڈی ۳

۱۰-۱۵ تا ۱۱-۴۵ مقابلہ عام معلومات (ہر سہ معیار)

۱۱-۴۵ تا ۱۲-۳۰ پرچہ قرآن مجید۔ پرچہ عام دینی معلومات (ہر خادم کی شمولیت لازمی ہے۔ خدام قلم یا پنسل ہمراہ لائیں)

۱۲-۳۰ تا ۱-۳۰ وقفہ برائے طعام و تیاری نماز (اس دوران اذان کا مقابلہ ہوگا)

۱-۳۰ تا ۱-۴۵ نماز ظہر و عصر

۱-۴۵ تا ۲-۱۰ ذکر حبیب

۲-۱۰ تا ۲-۲۵ درس ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

۲-۲۵ تا ۴-۱۰ شوریٰ (انتخاب صدر۔ سب کمیٹیوں کی رپورٹیں پیش ہوں گی)

۴-۱۰ تا ۵-۰۰ کبڈی۔ فٹ بال۔ والی بال (سیمی فائنلز)

۵-۰۰ تا ۵-۲۰ وقفہ برائے تیاری نماز

۵-۲۰ تا ۵-۴۰ نماز مغرب و عشاء

۵-۴۰ تا ۵-۵۵ درس حدیث

۵-۵۵ تا ۷-۱۵ وقفہ برائے طعام

۷-۱۵ تا ۸-۵ تلقین عمل

۵۰ـ۸ تا ۲۰ـ۹ تقریری مقابلہ معیار اوّل

۲۰ـ۹ تا ۴۰ـ۱۰ علمی و مذہبی سوالات کے جوابات

۴۰ـ۱۰ شب بخیر

تیسرا دن ـ ۴ نبوت ـ اتوار

صبح ۰۰ـ۴ تا ۳۰ـ۴ بیداری و تیاری نماز تہجد

۳۰ـ۴ تا ۰۰ـ۵ نماز تہجد

۱۵ـ۵ تا ۲۵ـ۵ نماز فجر

۳۵ـ۵ تا ۵۰ـ۵ درسِ قرآن مجید

۵۰ـ۵ تا ۰۰ـ۶ تمام خدام پنڈال میں ہی قرآن مجید کی تلاوت کریں گے۔

۰۰ـ۶ تا ۲۰ـ۶ اجتماعی ورزش

۲۰ـ۶ تا ۱۰ـ۷ ناشتہ (اس دوران پیغام رسانی، رسہ کشی، والی بال فائنل کے مقابلے ہوں گے)

۱۰ـ۷ تا ۰۰ـ۸ فٹ بال فائنل

۰۰ـ۸ تا ۵۰ـ۸ کبڈی فائنل

۵۰ـ۸ تا ۲۰ـ۹ بیرونی ممالک میں تبلیغِ اسلام کے ایمان افروز واقعات

۲۰ـ۹ تا ۳۰ـ۹ ارشادات حضرت مصلح موعودؓ از مشعلِ راہ

۳۰ـ۹ تا ۰۰ـ۱۱ تلقینِ عمل (مہتممین مرکزیہ)

۰۰ـ۱۱ تا ۳۰ـ۱۱ خطاب صدرِ محترم

۳۰ـ۱۱ تا ۰۰ـ۱۲ پرچہ ذہانت (ہر خادم کے لئے لازمی ہوگا)

۰۰ـ۱۲ تا ۰۰ـ۱ وقفہ برائے طعام و تیاری نماز (اس دوران نظم خوانی کا مقابلہ ہوگا)

۰۰ـ۱ تا ۳۰ـ۱ نماز ظہر و عصر

۳۰ـ۱ تا ۰۰ـ۳ شوریٰ

۰۰ـ۳ تقسیم انعامات

الوداعی خطاب سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔

عہد۔ دعا (دعا کے بعد خدام کو جانے کی اجازت ہوگی)

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

"خالد" کے معاونِ خاص

کیلئے

درخواستِ دُعا

لاہور کے ایک مخلص خادم مکرم میاں عبداللطیف صاحب آف لطیف موٹرز کا ۲۸/۹/۷۳ کو میو ہسپتال میں گردے کا اپریشن ہوا ہے۔ قارئینِ خالد اور خدام بھائیوں سے اُن کی جلد مکمل شفایابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

مینیجر خالد و تشحیذ الاذہان

ربوہ

مطبوعات

سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ کے موقع پر

خدام الاحمدیہ کی مطبوعات

خدام اور اطفال شعبۂ اشاعت

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ سے

خرید فرمائیں!

مینیجر

Editor : ABDUL BASIT SHAHID
Ikha 1362 H.S. — October 1973 —— Regd. No. L5830
Monthly KHALID Rabwah
Tittle Printed at Nusrat Art Press, Rabwah.